﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 02/اپریل 2010ء | 17/ربیع الثانی 1431 ہجری قمری — 02/شہادت 1389 ہجری شمسی | شمارہ 14

یتیم کی خدمت کا صلہ

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا سوائے اس کے کہ وہ ایسا گناہ کرے جو نا قابل معافی ہو۔

(جامع ترمذی کتاب البر والصلہ باب فی رحمۃ الیتیم حدیث نمبر1840)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

حضرت عیسٰی کا آنا نہ آنا تو امر ہی الگ ہے۔اس سوال کو پیچھے چھوڑو۔ پہلے یہ تو فیصلہ کرو کہ کیا اس اُمت پر بھی وہ برکات اور فیوض ہوں گے یا نہیں؟ جب یہ فیصلہ ہو لے تو پھر عیسٰی کی آمد کا سوال جھٹ حل ہوسکتا ہے۔

اس سے بڑھ کر اَور کیا مصیبت ہوگی کہ اس اُمّت کی نسبت باوجود خیر الامم ہونے کے یہ یقین کر لیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل شرفِ مکالمہ سے محروم ہے۔ اور نعوذ باللہ خدا تعالیٰ نے بھی اس امّت کو دھوکا دیا کہ خیر الامّت بنا کر پھر کچھ بھی اسے نہ دیا۔ میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز قدر نہیں کی اور آپؐ کی شانِ عالی کو بالکل نہیں سمجھا ورنہ اس قسم کے بیہودہ خیالات یہ نہ تراشتے۔

آپؐ کی روحانی اولاد اور رُوحانی تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ آئندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اُسی وقت اور اُسی حالت میں مل سکتی ہے جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں کھو یا جاوے اور فنا فی الرسول کا درجہ حاصل کرلے۔

’’لاہور میں عبدالحکیم نام ایک شخص سے میری گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا کہ الہام پہلی اُمتوں کا خاصہ تھا یہاں تک کہ عورتوں کو وحی ہوتی تھی مگر اس اُمّت میں یہ دروازہ بند ہے۔ کیسے شرم کی بات ہے۔ کیا یہ اُمت بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی گئی گزری ہوگئی اور خدا تعالیٰ نے اس کے لئے یہی چاہا ہے کہ وہ خیر الامم کہلا کر بھی محروم رہے؟ اس عبدالحکیم نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی محدّث نہ تھے۔ وہ بھی صرف ان کو ایک خوش کرنے کی بات تھی۔ محدّث وہ بھی نہ تھے۔ مختصر یہ کہ اس قسم کی ہتک اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ لوگ کرتے ہیں۔ پھر مَیں ان کی مخالفت کی کیا پروا کروں؟ یہ لوگ اسلام کے دوست نہیں، دشمن ہیں۔ اگر بقول ان کے سب بے نصیب ہیں تو پھر کیا فائدہ؟ ہزار اِتّباع کریں معرفت نہ بڑھے گی تو کوئی احمق اور نادان ہی ہوگا جو اس پر بھی اتباع ضروری سمجھے۔

حضرت عیسٰی کا آنا نہ آنا تو امر ہی الگ ہے۔اس سوال کو پیچھے چھوڑو۔ پہلے یہ تو فیصلہ کرو کہ کیا اس اُمت پر بھی وہ برکات اور فیوض ہوں گے یا نہیں؟ جب یہ فیصلہ ہو لے تو پھر عیسٰی کی آمد کا سوال جھٹ حل ہوسکتا ہے۔

یہ لوگ جن مہلکات میں پھنسے ہوئے ہیں وہ بہت خطرناک مرض ہے۔ اس سے بڑھ کر اَور کیا مصیبت ہوگی کہ اس اُمّت کی نسبت باوجود خیر الامم ہونے کے یہ یقین کر لیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل شرفِ مکالمہ سے محروم ہے۔ اور خواہ ساری عمر کوئی مجاہدہ کرتا رہے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا (نعوذ باللہ)۔ جیسے کہہ دیا جاوے کہ خواہ ہزار ہاتھ تک کھودتے چلو مگر پانی نہیں ملے گا۔ اگر یہ سچ ہے جیسا کہ ہمارے مخالف کہتے ہیں تو مجاہدہ اور دُعا کی کیا حاجت ہے؟ کیونکہ انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ جس کو ممکن الحصُول سمجھتا ہے اسے تلاش کرتا ہے اور اس کے لئے سعی کرتا ہے اور اگر اسے یہ خیال اور یقین نہ ہو تو وہ مجاہدہ اور سعی کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ جیسے ہُما یا عنقا کی کوئی تلاش نہیں کرتا۔ اس لئے کہ سب جانتے ہیں کہ یہ چیزیں ناممکن الحصول ہیں۔

پس اسی طرح جب یہ یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کا شرف ملنے کا ہی نہیں اور خوارق اب دیئے ہی نہیں جا سکتے تو پھر مجاہدہ اور دُعا جو اس کے لئے ضروری ہیں محض بیکار ہوں گے اور اس کے لئے کوئی جرأت نہ کرے گا اور اس اُمّت کے لئے نعوذ باللہ مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (بنی اسرائیل :73) صادق آئے گا اور اس سے خاتمہ کا بھی پتہ لگ جائے گا کہ وہ کیسا ہوگا کیونکہ اس میں تو کوئی شک وشُبہ ہی نہیں ہوسکتا کہ یہ جہنّمی زندگی ہے۔ پھر آخرت میں بھی جہنّم ہی ہوگا اور اسلام ایک جھوٹا مذہب ٹھہرے گا اور نعوذ باللہ خدا تعالیٰ نے بھی اس امّت کو دھوکا دیا کہ خیر الامّت بنا کر پھر کچھ بھی اسے نہ دیا۔

اس قسم کا عقیدہ رکھنا ہی کچھ کم بدقسمتی اور اسلام کی ہتک نہ تھی کہ اس پر دوسری مصیبت یہ آئی کہ اس کے لئے وجوہات اور دلائل پیدا کرنے لگے، چنانچہ کہتے ہیں کہ دروازہ مکالمات ومخاطبات کا اس وجہ سے بند ہوگیا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:41) یعنی آنحضرت ﷺ چونکہ خاتم النبین ہیں اس لئے آپؐ کے بعد یہ فیض اور فضل بند ہوگیا۔ مگر ان کی عقل اور علم پر افسوس آتا ہے کہ یہ نادان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر ختم نبوّت کے ساتھ ہی معرفت اور بصیرت کے دروازے بھی بند ہوگئے تو آنحضرت ﷺ (معاذ اللہ) خاتم النبیین تو کجا نبی بھی ثابت نہ ہوں گے۔ کیونکہ نبی کی آمد اور بعثت تو اس غرض کے لئے ہوتی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ پر ایک یقین اور بصیرت پیدا ہو اور ایسا ایمان ہو جو لذیذ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے تصرّفات اور اس کی قدرتوں اور صفات کی تجلّی کو انسان مشاہدہ کرے اور اس کا ذریعہ بھی اس کے مکالمات ومخاطبات اور خوارق عادات ہیں۔ لیکن جب یہ دروازہ ہی بند ہوگیا تو پھر اس بعثت سے فائدہ کیا ہوا؟ مَیں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی ہرگز قدر نہیں کی اور آپؐ کی شانِ عالی کو بالکل نہیں سمجھا ورنہ اس قسم کے بیہودہ خیالات یہ نہ تراشتے۔ اس آیت کے اگر یہ معنے جو یہ پیش کرتے ہیں تسلیم کر لئے جاویں تو پھر گویا آپ کو نعوذ باللہ ابتر ماننا ہوگا۔ کیونکہ جسمانی اولاد کی نفی تو قرآن شریف کرتا ہے اور رُوحانی کی یہ نفی کرتے ہیں تو پھر باقی کیا رہا۔

اصل بات یہ ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کا عظیم الشان کمال اور آپ کی قوتِ قدسیہ کا زبردست اثر بیان کرتا ہے کہ آپؐ کی روحانی اولاد اور رُوحانی تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ آئندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی وقت اور اسی حالت میں مل سکتی ہے جب وہ آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع میں کھویا جاوے اور فنا فی الرسول کا درجہ حاصل کرلے۔ بدُوں اس کے نہیں۔ اور اگر اس کے سوا کوئی شخص ادعائے نبوت کرے تو وہ کذّاب ہوگا۔ اس لئے نبوت مستقلہ کا دروازہ بند ہوگیا اور کوئی ایسا نبی جو بجز آنحضرت ﷺ کی اتباع اور ورزش شریعت اور فنا فی الرسول ہونے کے مستقل نبی صاحب شریعت نہیں ہوسکتا۔ ہاں فنا فی الرسول اور آپ کے اُمتی اور کامل متبعین کے لئے یہ دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ اسی لئے براہین میں یہ الہام درج ہے ’’کُلُّ بَرَکَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ‘‘۔ یعنی یہ مخاطبات اور مکالمات کا شرف جو مجھے دیا گیا ہے یہ محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا طفیل ہے اور اسی لئے یہ آپؐ ہی سے ظہور میں آرہے ہیں۔ جس قدر تاثیرات اور برکات وانوار ہیں وہ آپؐ ہی کے لئے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 428 تا 430۔جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں

ایک آفاقی نشان کا ظہور

(ڈاکٹر صالح محمد الہ دین۔قادیان)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں جو آفاقی نشانات ظاہر فرمائے ہیں ان میں چاند گرہن اور سورج گرہن کے نشانات کو نمایاں مقام حاصل ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان ایمان افروز نشانات کا ذکر اپنی کتب میں کئی جگہ فرمایا ہے۔ایک عظیم الشان نشان دم دار ستارہ کا نشان ہے۔

اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی نشانات کا ذکر فرمایا ہے دوسرے نمبر پر آپ نے چاند گرہن اور سورج گرہن کے نشانات کا ذکر فرمایا ہے اور تیسرے نمبر پر ستارہ ذوالسنین (دم دار ستارہ) کے نشان کا ذکر فرمایا ہے۔آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

’’تیسرا نشان ذوالسنین ستارہ کا نکلنا ہے جس کا طلوع ہونے کا زمانہ مسیح موعود کا وقت مقرر تھا اور مدت ہوئی وہ طلوع ہو چکا ہے۔اس کو دیکھ کر عیسائیوں کے بعض انگریزی اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ اب مسیح کے آنے کا وقت آ گیا ہے۔‘‘ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 205)

نیز اپنی کتاب چشمۂ معرفت میں آپ نے تحریر فرمایا:۔

’’نواب صدیق حسن خان صاحب حجج الکرامہ میں اور حضرت مجدد الف ثانی صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ میں لکھا ہے کہ ستارہ دنبالہ دار یعنی ذوالسنین مہدی معہود کے وقت میں نمودار ہوگا۔چنانچہ وہ ستارہ 1882ء میں نکلا اور انگریزی اخباروں نے اس کی نسبت یہ بھی بیان کیا کہ یہی وہ ستارہ ہے کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں نکلا تھا۔‘‘ (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 330)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مارچ 1882ء میں اللہ تعالیٰ کے الہام کی بناء پر مامور ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا اور ستمبر 1882ء میں وہ دم دار ستارہ نمودار ہوا جس کو آپ نے اپنی صداقت کا ایک نشان قرار دیا۔علم فلکیات کے ذریعہ دم دار ستاروں کے متعلق اور بالخصوص ستمبر 1882ء کے دم دار ستارہ کے متعلق جو معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔اللہ تعالیٰ ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

ذوالسنین کی تشریح

حدیث شریف میں جو دم دار ستارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے نشان بننا تھا اس کو ذوالسنین کہا گیا ہے۔عربی لغات المنجد وغیرہ میں سنّ کے معنی دانت کے لکھے گئے ہیں۔لہٰذا ذوالسنین کے معنی ہیں دو دانت والا۔حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے مارچ 1898ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک رؤیا (مورخہ 12 مارچ 1898ء مطبوعہ تذکرہ صفحہ 296 طبع چہارم) کو پورا کرنے کے لئے ’’مسک المعارف‘‘ کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا جس میں ذوالسنین کا ترجمہ ستارہ دندانہ دار کیا اور لکھا ’’کیونکہ لفظ سنّ بہ تشدید نون بمعنی دانت کے ہے کیونکہ اس کی صورت بشکل دو دندان کے ہو جاتی ہے۔لہٰذا اس کو ذوالسنین کہتے ہیں۔‘‘ (صفحہ 24)

مذکورہ بالا رسالہ میں حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے ذکر فرمایا ہے کہ پیشگوئی کا ظہور 1882ء میں ہو چکا۔نیز آپ نے تحریر فرمایا:۔

’’یہ ستارہ دنبالہ دار یعنی قرن ذوالسنین حسب پیشن گوئی (-) کے طلوع ہو چکا۔مشرق ہی میں طلوع ہوا۔تمام اخبارات انگریزی و اردو میں اس کا غل و شور مچا تھا۔‘‘

مذکورہ بالا بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ذوالسنین ایک ایسا دم دار ستارہ ہے جس میں دوئی پائی جاتی ہے۔اس ستارہ کی تصویر میں دو دُم واضح طور پر نظر آتے ہیں۔George Chambers نے اپنی کتاب The Story of the Comets میں اس دم دار ستارے کی بناوٹ کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ستارہ کی بناوٹ میں دوئی نمایاں طور پر پائی جاتی ہے۔

کلام اللہ میں ستارہ کی شہادت کا ذکر

سورۃ النجم میں یہ پیشگوئی ہے کہ ایک ستارہ گرے گا اور دین کی عظمت دنیا پر ظاہر ہوگی۔

قرآن مجید پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالسنین کی پیشگوئی کی جڑ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى کی آیت میں پائی جاتی ہے۔ هَوٰى کے معنی ہیں گرنا اور ہلاک ہو جانا۔چنانچہ یہ ذوالسنین سیارہ سورج کے اتنا قریب آیا کہ وہ سورج کو چھونے لگا اور اس نے Sungrazing Comet کا بھی لقب پایا۔نیز سورج سے اس قدر قریب ہونے کے نتیجہ میں اس کے ٹکڑے ہو گئے۔بالفاظ دیگر وہ سورج میں گرا اور ہلاک ہو گیا۔خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى کی پیشگوئی دم دار ستارے کے نشان کے ذریعہ بھی پوری ہوتی ہے۔تو حضور انور رحمہ اللہ علیہ نے خاکسار کے استنباط سے اتفاق فرمایا تھا۔حضور رحمہ اللہ علیہ کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

’’قرآن مجید میں دم دار ستارے کی پیشگوئی کے متعلق ایک آیت سے آپ نے جو استدلال کیا ہے وہ بالکل درست ہے خود میرا بھی یہی خیال ہے۔‘‘ (الفضل انٹرنیشنل 28/ اگست 2004ء)

در مدح سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سیّد عاشقاںؐ سرور دلبراںؐ
تیرے قدموں کے جب سے پڑے ہیں نشاں
جادۂ عشق پر ہے بہار جناں
جُز ترے کون ہے جان جانان جاں
شافع عاصیاںؐ ساقیٔ تشنگاںؐ
خاتم المرسلیںؐ اے شہ دو جہاںؐ

کوہ فاران سے تُوؐ ہوا رونما
اک صدا سے تری حشر برپا ہوا
اور صدیوں کے مُردوں میں جاں پڑ گئی
کیا بتائیں ہوا ایک لمحے میں کیا
نور حق سے چھٹی ظلمت دیگراں
بام عالم سے دی روشنی نے اذاں
خاتم المرسلیںؐ اے شہ دو جہاںؐ

سب نے سیکھے ہیں تجھ سے اے جانِ حیا
زندگی کے سلیقے خلوص و وفا
دلبری دلربائی کی تمثال تُو
اور دل ہے ترا عرش ربّ الوریٰ
دے رہے ہیں گواہی یہ کون و مکاں
کوئی تجھ سا نہیں کوئی تجھ سا کہاں
خاتم المرسلیںؐ اے شہ دو جہاںؐ

جھولی پھیلائی صدیوں نے در پر ترے
آتے لمحے بھی دامن کو پھیلائیں گے
دین و دنیا میں راحت جنہیں چاہئے
چھوڑ کر وہ ترا در کہاں جائیں گے
جب تلک بھی رہی نبض عالم رواں
تیری خوشبو سے مہکیں گی سانسیں یہاں
خاتم المرسلیںؐ اے شہ دو جہاںؐ

تُو نے جس کی خبر دی وہی وقت ہے
دین و امّت پہ ساعت بہت سخت ہے
تیرے مہدی کے منکر سمجھتے نہیں
قبضۂ غیر میں کیوں ترا تخت ہے؟
غیرت و غم رُلاتی ہے اشک تپاں
سجدہ گاہیں بھگوتے ہیں آتش بجاں
خاتم المرسلیںؐ اے شہ دو جہاںؐ

(جمیل الرحمن۔لندن)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر85

مجلّہ ''اَلتَّقْویٰ''

(2)

گزشتہ قسط میں ہم نے عربک ڈیسک کے تحت جاری ہونے والے عربی رسالہ ''التَّقویٰ'' کے اثر ونفوذ کے بارہ میں مکرم عبدالمومن طاہر صاحب کے ایک مضمون سے کچھ معلومات پیش کی تھیں۔ اس قسط میں مذکورہ مضمون کا باقی حصہ اور دیگر کچھ امور پیش کئے جاتے ہیں۔پچھلی قسط کا اختتام رسالہ ''التقویٰ'' کے بارہ میں بعض ایمان افروز تبصرہ جات پر ہوا تھا، کچھ مزید تبصرے اس طرح ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَر خَرِبَتْ خَیْبَر

انڈونیشیا ان ممالک میں سے ہے جہاں پر اسلام شروع زمانہ کے نیک دل اور پاک سیرت عرب مسلمان تاجروں کے ذریعہ پہنچا اور پھیلا۔ یہ عرب وہاں پر بکثرت آباد ہوگئے۔اس وجہ سے شروع سے ہی عربی زبان کا وہاں پر بڑا وسیع اور گہرا اثر ہے۔ ہزارہا دینی مدارس ہیں ۔کئی عربی یونیورسٹیاں ہیں۔ ہزارہا طلباء عرب ممالک میں جا کر اعلیٰ عربی اور دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔عربی دان علماء کی یہ کثرت وہاں پر ''التقویٰ'' کے لئے ایک زرخیز زمین مہیا کرتی ہے۔ چنانچہ انڈونیشیا سے ہمارے نہایت مخلص دوست پروفیسر ابوبکر باسلامہ صاحب (جو اَب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوچکے ہیں) نے لکھا:

''اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ رسالہ عربی دان احمدی مسلمانوں کے لئے انسائیکلوپیڈیا سے کم نہیں۔اس سے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ثابت کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔مَیں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے یہ رسالہ ارسال فرمایا جس میں حضور انورؒ کی نصائح، جماعتی خبریں اور دیگر دلچسپ مضامین ہیں۔اگر کبھی مجھے ''التقویٰ'' نہ ملے یا اس کے ملنے میں تاخیر ہوجائے تو مَیں پریشان ہوجاتا ہوں۔

یونیورسٹی میں اپنے ساتھی پروفیسر حضرات کو بھی خاکسار یہ رسالہ دیتا ہے۔اسے پڑھنے کے بعد وہ مجھ سے جماعت احمدیہ کے عقائد اور دیگر موضوعات کے بارہ میں گفتگو کرتے ہیں۔اب ان کے ذہنوں سے احمدیت کی منفی تصویر زائل ہوچکی ہے۔ان میں سے بعض کے اسماء ارسال ہیں تا ان کو آپ براہ راست رسالہ بھجوایا کریں۔ ان میں سے بعض ازہر یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہیں اور بعض یہاں مرکزی وزیر بھی رہ چکے ہیں''۔

ایک اور خط میں تحریر فرمایا:

''الحمد للہ ''التقویٰ'' کے جون اور جولائی 89ء کے دو نسخے مل گئے ہیں۔ان میں شائع شدہ مضامین بہت عمدہ اور بڑے معیاری ہیں۔ایسے ہی مضامین کی تبلیغ و تربیت کے لئے ضرورت ہے۔

یہاں ''لاہوریوں'' نے 24 اور 25/دسمبر 89ء کو جوبلی منائی۔اس موقعہ پر انہوں نے مختلف اسلامی جماعتوں کو دعوت دی۔ہم بھی مدعو تھے۔انہوں نے بہت لٹریچر بھی شائع کیا جس میں جماعت کو ضال اور خارج از اسلام قرار دیا اور کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا قطعاً کوئی دعویٰ کہیں نہیں کیا بلکہ یہ (نعوذ باللہ) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اختراع ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ان کا خیال تھا کہ اس طرح کی باتوں سے لوگ ان کی طرف مائل ہوں گے۔

مگر ان کے جلسوں میں خدا کی تقدیر ظاہر ہوئی اور جماعت احمدیہ اور دیگر لوگوں کی طرف سے سوالوں کے دوران انہیں بری طرح زک اٹھانا پڑی ۔حاضرین میں بڑے بڑے علماء تھے جنہوں نے ان سے کہا کہ اگر بالفرض مرزا صاحب ہی حقیقی مسیح موعود ہیں تو لازماً وہ غیر تشریعی نبی ہوں گے۔ یہ ختم نبوت کے خلاف نہیں۔یہی یہاں کے مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

اس دوران ایک مسلمان عالم دین کھڑے ہوئے اور ثابت کیا کہ حضور علیہ السلام نے بغیر شریعت والی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ پھر انہوں نے ''التقویٰ'' رسالہ کا ایک شمارہ نکال کر کہا کہ یہی جماعت حقیقی جماعت ہے اور یہی اسلامی تعلیم پھیلا رہی ہے اور قرآن کی زبان کو زندہ کر رہی ہے۔قرآنی تعلیم کو پھیلانا اسی کی خصوصیت ہے۔

یہ واقعات اللہ تعالیٰ کی تائید کا نشان ہیں اور اِنِّی مُعِینٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ کی بشارت کو پورا کرنے والے ثبوت۔ اَللّٰہُ اَکْبَر خَرِبَتْ خَیْبَرُ۔''

دعوت مقابلہ دینے والے بزرگ کی بیعت

یمن کے ایک بزرگ، جن کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں، احمدیت سے اپنے ابتدائی تعارف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اتفاقاً آپ کے رسالہ ''التقویٰ'' کا چوتھا اور پانچواں شمارہ میری نظر سے گزرا۔مَیں آپ سے یہ بات چھپا نہیں سکتا کہ نہ جانے کیوں مجھے آپ کی دعوت کے بارہ میں انشراح صدر محسوس ہو رہا ہے ۔براہ کرم مجھے اپنے عقائد و تعلیم کے بارہ میں مزید معلومات بہم پہنچاویں خواہ کتب ہوں یا کچھ اور۔آپ کے اصولوں کو دیکھ کر یا تو میں آپ کی جماعت میں شامل ہوکر اہل یمن کو اس طرف بلاؤں گا یا آپ سے مناظرہ کرکے حق و باطل کو واضح کروں گا۔

میں کوئی معمولی شخص نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ مجھے علم بخشا ہے اور بعض اوقات رؤیا کے ذریعہ مجھے تفسیر قرآن کریم کی قدرت عطا کی گئی ہے۔میں نے کئی غلط تفاسیر کی تصحیح کی ہے ۔مثلاً یہ کہ عذاب قبر جیسی کوئی چیز نہیں۔حضرت آدم علیہ السلام کو جب خلیفۃ اللہ بنایا گیا تو آپ جنت میں نہ تھے بلکہ زمین پر تھے۔اور جب آپ نے شجرہ کھایا تو آپ اپنے مرتبہ سے گر گئے۔انسان اور خدا کے درمیان براہ راست رابطہ ہوسکتا ہے۔خدا نے ہر چیز انسان کے لئے مسخر کی ہے، باہم دشمنی نہیں ہونی چاہئے وغیرہ۔

اس کے علاوہ بھی اور باتیں ہیں شاید ہم ان کے بارہ میں اختلاف کریں یا اتفاق ۔ بہرحال میں چاہتا ہوں کہ آپ کے اصولوں پر اطلاع پاؤں تا کہ یا تو ہم اکٹھے آگے بڑھیں اور لوگوں کو ربّ العَالمین کی طرف بلائیں یا پھر باہم مقابلہ پر نکلیں۔

میری ایک ہی حجت قرآن کریم ہے۔ سنت اور احادیث پر میں ایمان نہیں رکھتا سوائے ایک محدود حد تک ۔تورات وانجیل پر میرا ایمان ہے۔ایک مسلمان کے لئے یہ ضروری ہیں۔اگرچہ میرا یہ بھی ایمان ہے کہ ان کتب میں بعض حصے خدا کی طرف سے نہیں بلکہ بعد میں غلطی سے دوسرے لوگوں نے اپنے انبیاء کے سیرت نامے کے طور پر داخل کردیئے ہیں۔

صراط مستقیم صرف ایک ہی راہ ہوسکتی ہے۔ناجی امت صرف ایک ہی ہوگی ۔سب نہیں ہوسکتیں۔

یہ میرے اصولوں میں سے بعض اصول ہیں۔آپ بھی مجھے اپنے اصولوں سے مطلع کریں۔

میرا یہ خط مرزا صاحب کے سامنے پیش کئے جانے کی درخواست ہے۔اگر وہ مسکرائے تو وہ حق پر ہونگے اور میں غلطی پر۔ اور اگر ان کے چہرے پر غصے کی علامات ظاہر ہوئیں تو وہ غلطی پر اور میں حق پر ہونگا۔

میرے اس خط کو حقیر نہ جانیں- میں ہاشمی ہوں- ہوسکتا ہے کہ خدا مجھے وہ دے جو کسی اور کو نہ دیا ہو۔ ہوسکتا ہے کہ میں ہی ان امتوں کا مہدی ہوں۔ میں نے یہ خط ایک خاص حالت میں لکھا ہے۔ اگر یہ حالت نہ ہوتی تو میں اس خط کو حقیر سمجھتا اور پھاڑ دیتا اور اپنے آپ کو مجنون خیال کرتا۔''

حضورانورؒ کا پرُمعارف جواب

اس بزرگ کا یہ دلچسپ خط حضور انورؒ کی خدمت میں برائے ملاحظہ پیش کیا گیا۔آپ نے جو جواب عطا فرمایا اس کے بعض اقتباسات قارئین کی دلچسپی اور معلومات کے لئے پیش ہیں۔فرمایا کہ ان صاحب کو لکھیں کہ:

''آپ کا بہت دلچسپ خط ملا ہے.آپ نے آخر پر جو بات کہی ہے اس سے پہلے میں مسکرا ہی رہا تھا۔خط پڑھ کر غصہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے یہی تعلیم دی ہے کہ کوئی گالیاں بھی دے تو اس کے لئے دعا کرو اور یہ سب کچھ ہنس کر برداشت کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کا شعر ہے:

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

لیکن آپ کے خط میں تو گالیاں نہیں بلکہ بہت ہی اچھا مضمون تھا اور نہایت صاف گوئی سے آپ نے کام لیا ہے۔ قولِ سدید سے بات کی ہے۔اس خط پر ناراض ہونا تو بڑی حماقت ہوگی۔

جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کے دعویٰ مہدویت کا تعلق ہے اسکے ثبوت کے لئے عام دنیا کے انسانوں کے لئے تو اور بہت سے دلائل بھی پیش کئے جاسکتے ہیں لیکن آپ کو چونکہ قرآنِ کریم سے محبت ہے اور آپ اس کا باریک نظر سے مطالعہ کرتے ہیں اس لئے آپ کے لئے سب سے اچھی دلیل یہی ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کی تفاسیر کا مطالعہ کرکے دیکھیں اور پھر اپنے دل کی گواہی لیں کہ کیا یہ شخص اللہ کے نور سے دیکھ رہا ہے یا دوسرے لوگوں کی طرح انسانی نظر سے اور کیا لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ میں ان کا مُطَهَّرُون کا مقام ہے یا نہیں؟

آپ نے جو نکات بیان فرمائے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فراست عطا فرمائی ہے لیکن مزید رہنمائی کے لئے یہ آسمانی نور کی محتاج ہے۔آپ کے نکات احمدی تعلیم کے قریب تر ہیں لیکن تھوڑی سی اور روشنی پڑجائے تو نُورٌ علی نور ہوجائیں............

حیات،موت،حیات کا جو تصور آپ نے پیش کیا ہے یہی درست تصور ہے لیکن قبر کا جو روحانی مفہوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام پر روشن کیا گیا ہے اس کی روشنی میں یہ سارے مسائل حل ہو جاتے ہیں اور ایک نیا جہان روشن ہوجاتا ہے........

یہ کہنا درست ہے کہ آدم اس دنیا میں ہی تھے جب خلیفہ بنائے گئے لیکن یہ کہنا درست نہیں کہ جنت میں نہیں تھے۔ جنت اور شجرہ ممنوعہ کے متعلق میں بارہا روشنی ڈال چکا ہوں کہ جنت دراصل وہ روحانی تعلیم ہے جو انبیاء لے کر آتے ہیں۔اس سے انحراف پہلے دنیاوی جہنم اور پھر اخروی جہنم پیدا کرتا ہے۔شجرہ ممنوعہ، شجرہ خبیثہ کی ہی قسم ہے یعنی خدا کی تعلیم سے باہر قدم رکھنا۔

یہ درست ہے کہ انسان میں شر نہیں لیکن خیر سے باہر شر کا پہلو ہوتا ہے۔ جو جس قدر خیر سے باہر ہوگا اسی قدر شر میں ہوگا۔خیر اور شر کی مثال روشنی اور سائے کی سی ہے۔

یہ سو فیصد درست ہے کہ انسان براہِ راست خدا سے رابطہ کرسکتا ہے۔اور یہ بھی بالکل درست ہے کہ ہر چیز خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے مسخر کی ہے۔

قرآن کریم ہی حجت ہے اور احادیث وہی قابلِ قبول اور قابلِ استناد ہیں جو قرآن سے متناقض نہ ہوں.......

تورات وانجیل کے متعلق آپ کے نظریہ سے بالکل اتفاق ہے.......

صراطِ مستقیم ایک ہی ہوسکتی ہے، یہ درست ہے لیکن شروع سے لے کر تمام انبیاء صراطِ مستقیم پر ہی آئے ہیں۔ اس لئے ان معنوں میں اس بات کا آپ کی اس بات سے تضاد نہیں کہ تورات وانجیل پر بھی میرا ایمان ہے۔

صراطِ مستقیم تو ایک ہی ہوگی لیکن وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا میں یہ پیغام ہے کہ ہر شخص جو تقویٰ سے خدا تعالیٰ کی طرف جانا شروع کرے اس کو خدا اپنے قرب کی مختلف راہیں دکھاتا ہے۔

آپ کے متعلق مجھے خوشی بھی ہے اور فکر بھی۔خوشی اس لئے کہ آپ کے اندر واضح طور پر صداقت وشرافت کی روشنی دکھائی دے رہی ہے۔ اور فکر اس لئے کہ بعض دفعہ انسان خدا تعالیٰ کے تھوڑے سے فضل اور شفقت پر ٹھوکر کھا جاتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے اور خدا کے مقرر کردہ امام سے روگردانی کر بیٹھتا ہے۔اس صورت میں اس کا انجام وہی ہوتا ہے جو ایسے ہی ایک شخص کا ہوا جس کے بارہ میں قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولَو شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَاوَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الأَرْض یعنی اگر ہم چاہتے تو ان آیات کے ذریعہ ضرور اس کا رفع کرتے لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا۔

لیکن مَیں دعا کرتا ہوں۔ خدا سے بھاری امید ہے کہ وہ آپ کو اپنی تقوی اور رضا کی راہ پر ثابت قدم رکھے گا اور اس کی رضا کے لئے آپ قربانی کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہیں گے۔''

اک نشاں کافی ہے

حضور انورؒ کے ان کلمات مبارکہ نے اس بزرگ پر جادو کا سا اثر کیا۔ چنانچہ ایڈیٹر ''التقویٰ'' کے نام اگلے خط میں انہوں نے لکھا:

''آپ کے لمبے عرصہ کے بعد ملنے والے خط سے بہت خوشی ہوئی اور اس سے بڑھ کر خوشی ہمارے روحانی معلم حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ جل شانہ کے

جواب سے ہوئی۔ ان کے کلمات مبارکہ واقعی ان کے مشن کی سچائی پر دلالت کرتے ہیں۔ ان کے اس فرمان سے مَیں سو فیصد اتفاق کرتا ہوں کہ انسان بعض دفعہ تھوڑے سے علم پر جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہوتا ہے مغرور ہو جاتا ہے اور سمجھ بیٹھتا ہے کہ وہ اللہ کے ہاں بڑا مقام اور شان رکھتا ہے۔ واقعی مَیں آسمانی نور کا محتاج ہوں۔ ہمیں ایک ایسے امام کی اشد ضرورت تھی جو صراط مستقیم کی طرف ہماری راہنمائی فرماتا۔ جو باتیں سمجھنی مشکل ہیں وہ واضح فرماتا۔ اہل الذکر کی طرف لوٹنا واجب ہے یعنی ایسے امام کی طرف جسے اللہ تعالیٰ نے علم و معرفت اور عظیم روحانی درجہ عطا فرمایا ہو۔ مومن کی یہ بڑی ہی خوش بختی ہے کہ وہ ایسے امام کی پیروی کرے جو اسے اس راہ کی طرف لے جائے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے بنائی ہے۔

حقیقت یہ ہے جس بات کی طرف بانیٔ سلسلہ احمدیہ بلا رہے ہیں (خصوصاً بیعت کے الفاظ) وہ عقل اور اس فطرت اسلام کے عین مطابق ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا ہے۔ لہٰذا میں باوجود اپنی کم علمی کے اپنے آپ کو آپ کی طرف کھنچا ہوا پاتا ہوں تا آپ لوگوں میں شامل ہو جاؤں اور اس امام کی پیروی میں آ جاؤں جسے اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے۔

سو مَیں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میری یہ خواہش حضرت امام تک پہنچا دیں۔ نیز اُن سے درخواست کریں کہ میرے لئے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نور میں بڑھائے اور میرا دل ایمان پر مضبوط کر دے تا کہ میں بھی (اس روحانی فوج کا) سپاہی بن جاؤں۔ اللہ کے دین کی اشاعت کے لئے پوری جدوجہد کروں اور اللہ تعالیٰ سے غافل لوگوں کو ہوشیار کروں۔ انشاء اللہ۔''

حضرت مسیح پاکؑ نے کیا ہی سچ فرمایا ہے کہ:

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دِل میں ہو خوف کردگار

بہت بڑے عالم اور شاعر کا قبولِ احمدیت

مڈغاسکر میں ایک شامی دوست مکرم ڈاکٹر رحمون صاحب چند سال قبل مع فیملی احمدی ہوئے ہیں۔ وہاں پر ہمارے مبلغ مکرم صدیق احمد منور صاحب کے خط کے مطابق ''التقویٰ'' ہی ڈاکٹر صاحب کی ہدایت کا موجب بنا۔ آپ بہت بڑے عالم، زبردست مصنف اور بلند پایہ شاعر ہیں۔ انہوں نے احمدیت قبول کرنے کے فوراً بعد قطر کے بعض مولویوں کی طرف سے شائع ہونے والے اعتراضات کا جواب لکھا ہے جو کتابی شکل میں چھپنے کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ ان کا انداز استدلال نہایت انوکھا اور مؤثر ہے۔ ان کا اخلاص مجھے مجبور کر رہا ہے کہ ان کے ایسے ہی ایک انوکھے جواب کو احباب کے فائدہ کے لئے یہاں درج کروں۔

مسجد مبارک قادیان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام درج ہے ''مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِناً''۔ ایک معترض نے کہا کہ یہ تو قرآنی آیت ہے جو خانہ کعبہ کے بارہ میں ہے۔ مرزا صاحب نے اسے اپنی مسجد پر چسپاں کر دیا ہے؟ اس اعتراض کے رد میں ڈاکٹر رحمون صاحب نے دیگر جوابات کے علاوہ لکھا کہ

یہ اعتراض کرنے والے عرب، قاہرہ ائیر پورٹ پر اترتے ہیں تو اپنے سامنے بڑے موٹے الفاظ میں یہ آیت قرآنی لکھی ہوئی پاتے ہیں: اُدْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ۔ اب ہر چھوٹے بڑے کو پتہ ہے کہ قاہرہ خدا کے گھروں میں سے کوئی گھر نہیں ہے۔ بے شک اس شہر میں سینکڑوں مسجدیں ہیں مگر اس کے اندر دنیا بھر کے خصوصاً یورپ اور امریکہ کے سیاحوں کی ''خاطر تواضع'' کے لئے جوئے، شراب اور ہر قسم کی ''عیاشی'' کے ہزار ہا اڈے بھی قائم ہیں۔ پھر عیسائی مشنریوں کے گڑھ ہیں۔ امریکہ کے جاسوسی کے اڈے ہیں۔ اس کے باوجود اس شہر کے ماتھے پر یہ آیت کریمہ لکھی ہوئی ہے: اُدْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْن اور کوئی مولوی یا شیخ اس پر اعتراض نہیں کرتا۔ بے شک ہر احمدی دعا گو ہے کہ قاہرہ دوبارہ امن کا گہوارہ بن جائے کہ اس شہر نے صدیوں خدمت اسلام کی ہے۔ نیز اس لئے کہ اسی میں اسلام کی عظمت ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ قادیان کی مسجد مبارک کے ماتھے پر ''مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِناً'' پڑھ کر یہ مولوی کیوں سیخ پا ہو جاتے ہیں؟ کیا جوئے، شراب اور بدکاری کے اڈوں سے اٹا پڑا یہ شہر ان لوگوں کے نزدیک خدا کے گھروں سے زیادہ پُر امن ہے۔

پھر کیا یہ مولوی لوگ، رسول اللہ ﷺ کا وہ مشہور قول بھول گئے جو آپ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تھا: مَنْ دَخَلَ بَیْتَ اَبِی سُفْیَانَ فَھُوَ اٰمِنٌ'' کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوا وہ امن پا گیا۔ حالانکہ ابوسفیان کا گھر اس وقت تک کفر و شرک، بتوں کی عبادت اور خدا اور رسول کی دشمنی کا گڑھ تھا۔ اگر ایسا گھر لوگوں کے لئے امن کا باعث بن سکتا تھا تو خدائے واحد کی عبادت کے لئے بنائے ہوئے خدا کے اس گھر یعنی مسجد مبارک قادیان کے بارے میں تبرک اور تفاؤل کے طور پر کیوں نہیں کہا جا سکتا کہ جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا۔

مفتیٔ اعظم کی حضور انورؒ سے ملاقات

ایک عرب ملک کے مفتیٔ اعظم، جن کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں، اپنے پہلے خط میں رسالہ ''التقویٰ'' اور احمدیت سے اپنے ابتدائی تعارف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: پانچ سال قبل میری ملاقات سپین میں ایک احمدی بھائی سے ہوئی تھی۔ اس وقت سے آپ کا یہ رسالہ متواتر مجھے پہنچ رہا ہے۔ خاکسار خود بھی اسے بڑی توجہ سے پڑھتا ہے اور دوست احباب بھی پڑھتے ہیں۔ اس سے ہمیں بہت ہی فائدہ پہنچ رہا ہے۔ براہ کرم یہ رسالہ ہمیں بھیجتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اسلام کی راہ میں یہ خدماتِ جلیلہ قبول کرے۔ آمین۔

ان کا یہ خط جب حضور انورؒ کی خدمت میں بغرض ملاحظہ پیش ہوا تو آپ نے اس پر اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا:

''التقویٰ'' کی وہی قدر کر سکتا ہے جسے تقویٰ کی آنکھ اور تقویٰ کا دل عطا ہوا ہو۔ اس زمانہ میں جب کہ علم تو ہے مگر تقویٰ کا بحران ہے، آپ کا خط آپ کی سعید، منکسر مزاج، متقیانہ شخصیت کو ایک بلند روشن مینار کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ زاد اللّٰہ فی حبکم، وجزا کم اللّٰہ احسن الجزاء۔''

حضور انورؒ کا یہ پیغام جب مفتی صاحب کو پہنچایا گیا تو انہوں نے تحریر فرمایا: آپ کے جواب کا بہت شکریہ۔ آپ کے لئے دل سے دعا کی ہے۔ ''کارثۃ الخلیج'' کتاب بھی مل گئی ہے جسے اول سے آخر تک پڑھا ہے۔ یہ خطبات مجلہ ''التقویٰ'' میں بھی (جو اہل انصاف اور غیر متعصب لوگوں کے لئے نہایت مفید ہے) پڑھے تھے۔ اللہ تعالیٰ مولانا الامام کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

رسالہ ''التقویٰ'' کی پر شوکت زبان، نفاست، دیدہ زیبی اور مفید معلومات پر ہم آپ کو بہت مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت پر اکٹھا رکھے۔ آمین۔

پھر حضور انورؒ سے ان بزرگ کا پیار اتنا بڑھا کہ حضور سے عرض کی کہ میں اپنے کسی کام کے لئے مع اہلیہ، بیٹی اور بیٹا لندن آ رہا ہوں اور حضورؒ سے ملاقات کا خواہاں ہوں۔ حضور انور نے ان کے استقبال کا ارشاد فرمایا چنانچہ ائیر پورٹ پر ان کا استقبال کیا گیا۔ حضور سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ بہت سی تصاویر اتروائیں۔ حضور انورؒ بھی ان کے اخلاص سے بہت متاثر ہوئے اور انہیں تحائف سے نوازا۔ فالحمدللہ علی ذلک۔

مجلّہ ''التّقویٰ'' انٹرنیٹ پر

سن 2000ء سے لے کر آج تک کے مجلہ ''التقویٰ'' کے شمارہ جات ہماری عربی ویب سائٹ پر بھی دستیاب ہیں۔ اور اس کے بھی بہت مبارک ثمرات ملنے لگے ہیں۔ الحمدللہ۔

❁ ...... ہالینڈ میں مقیم ہمارے ایک مصری احمدی دوست خالد صالح صاحب پیشہ صحافت سے منسلک ہیں۔ آپ ایک بلند پایہ دینی علمی گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ بہت دیندار تھے مگر مُلّاؤں کی دین میں شدت پسندی کے خلاف تھے۔ مسلمانوں کی بری حالت دیکھ کر اور اس کا کوئی حل نہ پا کر اتنے دل برداشتہ ہوئے کہ عیسائیت کے جال میں جا پھنسے حتی کہ ایک عیسائی عورت سے شادی کر لی۔ مگر ان لوگوں کو اندر تک دیکھ کر انہیں بھی چھوڑ دیا۔ چونکہ سچے دل سے تلاش حق میں سرگرداں تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی سرگردانی پر رحم فرمایا اور احمدیت کے ذریعہ انہیں دوبارہ آغوش اسلام میں لے آیا۔ ہالینڈ میں کسی سٹال پر تفسیر کبیر (عربی) اور مجلّہ ''التقویٰ'' ان کے ہاتھ لگا جو ان کی ہدایت کا موجب بنا۔ ان کے دوبارہ اسلام لانے کا بڑا دلچسپ خط ''التقویٰ'' میں چھپ چکا ہے۔

خالد صالح صاحب بتاتے ہیں کہ گزشتہ دنوں وہ انٹرنیٹ پر گفتگو کے ایک پروگرام میں شریک تھے۔ وہاں مختلف مکاتب فکر کے مسلمان عربی میں خیال آرائی کر رہے تھے اور موضوع تھا ''نبیٔ اکرم ﷺ پر یہودیوں کی طرف سے کئے ہوئے جادو کا اثر''۔ اس دوران ایک مراکشی مسلمان شریک گفتگو ہوا اور اس نے اس باطل نظریہ کے خلاف ایسے مسکت اور معقول جواب دیئے کہ سب بہت خوش ہوئے اور پوچھنے لگے کہ یہ زبردست معلومات اور مضبوط دلائل آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں؟ اس مراکشی مسلمان نے کہا کہ مَیں نے جماعت احمدیہ کے انٹرنیٹ پر شائع ہونے والے عربی لٹریچر اور رسالہ ''التقویٰ'' سے یہ دلائل اخذ کئے ہیں۔ اس پر ان سے کہا گیا: اس کا مطلب ہے تم احمدی ہو؟ وہ کہنے لگے کہ میں احمدی تو نہیں مگر اس بات میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ احمدیوں کے اکثر عقائد سے مجھے اتفاق ہے۔ انہی کے عقائد اسلام اور رسول اللہ ﷺ کو ایسی شکل میں پیش کرتے ہیں جو اصل، حقیقی، خوبصورت اور اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

❁ ......اسی طرح امیر صاحب سینیگال محترم منور احمد صاحب خورشید نے MTA جرمنی کو ایک انٹرویو میں بتایا کہ جب سے انٹرنیٹ پر مجلّہ ''التقویٰ'' دیا جانے لگا ہے فوری تبلیغی و تربیتی ضرورتیں پوری کرنے میں بڑی آسانی ہو گئی ہے۔ ہم انٹرنیٹ سے ''التقویٰ'' کے بنے بنائے مضامین فوراً لے کر چھاپ لیتے ہیں اور اس سے نومبائعین کی بروقت راہنمائی ہو جاتی ہے۔

مجلّہ ''التّقویٰ'' کا خلافت جوبلی نمبر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت اور نصائح کی روشنی میں مجلّہ التقویٰ کا خلافت جوبلی نمبر تیار ہوا جس میں خلافت کے موضوع پر مضامین، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے مبارک ادوار میں ہونے والی ترقیات، اہم واقعات، تحریکات، اور عرب ممالک میں جماعت احمدیہ کی تاریخ، مبلغین کرام کی خدمات، صلحاء العرب وابدال الشام کا ذکر خیر، جماعت احمدیہ کی عربوں کے لئے خدمات اور عصر حاضر کے عرب احمدیوں کے تاثرات اور سینکڑوں قدیم و جدید احمدیوں کی تصاویر محفوظ کر دی گئی ہیں۔

دو تازہ واقعات

التقویٰ کے بارہ میں اس مضمون کے آخر پر دو تازہ واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

❁ ...... سیرا لیون کے علاقے Rukupur (روکوپور) میں ایک استاد ہیں جو عربی نہیں جانتے لیکن عربی سے لگاؤ ہے۔ ہمارے مبلغ مکرم محمد نعیم اظہر صاحب نے انہیں التقویٰ کے بعض شمارے دیئے، جن میں سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر بعض مضامین تھے، ان استاد صاحب نے کسی عرب سے پڑھوا کے یہ مضامین سنے، اور ان کا مفہوم جاننے پر احمدی ہو گئے، یہ 2003ء کا واقعہ ہے۔

❁ ...... نائیجر کے مبلغ سلسلہ مکرم اصغر علی بھٹی صاحب نے ایک تازہ واقعہ ارسال کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ:

کچھ دنوں کی بات ہے کہ خاکسار نائیجر کے شہر ''برنی کونی'' میں ایک دکان سے نکل کر گاڑی ریورس کر رہا تھا شیشہ میں پیچھے دیکھا تو ایک شخص بڑے ٹرک سے اتر کر میری گاڑی کی طرف دوڑتا آ رہا تھا اور دونوں ہاتھوں سے رکنے کا اشارہ بھی کر رہا ہے۔ خاکسار نے گاڑی کھڑی کر لی اتنے میں وہ شخص بھی پہنچ گیا، سلام کے بعد اس نے پوچھا: احمدیہ؟ یعنی کیا آپ کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے؟ مَیں نے کہا جی میں جماعت احمدیہ کا مبلغ ہوں۔ اس نے کہا: مَیں ایک ٹرک ڈرائیور ہوں۔ الجزائر کا رہنے والا ہوں اور اس وقت براستہ نائیجر اسی طرف جا رہا ہوں۔ ابھی اس شہر سے گزرتے ہوئے آپ کی گاڑی پر جماعت کا سٹکر دیکھا تو آپ سے ملنے کے لئے آ گیا۔

اس کے ہاتھ میں رسالہ التقویٰ کی بہت پرانی کاپی تھی جو اس کو سفر کے دوران ''مالی'' میں کسی نے دی تھی۔ اس نے مجھے پرانی کاپی دکھاتے ہوئے بتایا کہ اس میں درج تمام مضامین اس نے اتنی بار پڑھے ہیں کہ وہ اسے زبانی یاد ہو گئے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے مجھ سے رسالہ التقویٰ کی کچھ کاپیاں مانگیں۔ مَیں نے کہا کہ میرے پاس گاڑی میں تو نہیں ہیں تاہم مشن ہاؤس جا کر دی جا سکتی ہیں۔ اس نے کہا کہ ابھی اس کا سفر بہت لمبا ہے اور رکنے سے قاصر ہے، لہٰذا اس نے مجھ سے ایڈریس وغیرہ لے لیا اور وعدہ کر کے گیا ہے کہ جب اگلی دفعہ اس شہر سے گزرے گا تو جماعت کے بارہ میں تفصیل سے بات ہو گی۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

خطبہ جمعہ

برکاتِ تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو ان مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور کے حارج ہوں

آج ہر احمدی گواہ ہے کہ پاکستان میں جماعتی طور پر ہمارے پر زمین تنگ کی گئی۔ مختلف قسم کی پابندیاں لگائی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے آج 195 ممالک میں احمدیت کا پودا لگا دیا۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ افراد کی ترقی جماعت کی ترقی سے وابستہ ہے۔ انفرادی نقصانات سے جماعت کی ترقیاں رک نہیں جاتیں۔

آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں مسیح محمدی کا پیغام نہیں پہنچ رہا جہاں آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے والے موجود نہیں۔ دنیا میں اس وقت MTA کے ذریعہ سے ہر جگہ پیغام پہنچ رہا ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 12/مارچ 2010ء بمطابق 12/امان 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ حَسِیْب کے حوالے سے ایک تو مومنوں کی حالت کا ذکر ہوا تھا کہ وہ ایمان کی مضبوطی کی وجہ سے ہر ابتلا میں، ہر تکلیف میں جو انہیں مخالفین کی طرف سے پہنچائی جاتی ہے، حَسْبُنَا اللّٰہ کا اعلان کرتے ہیں اور دنیا داروں کی طرف سے پہنچنے والی کوئی تکلیف، کوئی دباؤ یا کسی بھی قسم کے ظلم کا طریق ان کے ایمان کو کمزور نہیں کرتا۔ اور دوسری بات یہ ہوئی تھی کہ انبیاء اور مومنین کے مخالفین، ان کے دشمنوں اور انہیں تکلیف پہنچانے والوں سے اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔ سَرِیْعُ الْحِسَابِ۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ فیصلہ کرلے کہ مخالفین اور زیادتیوں میں حد سے بڑھنے والوں سے کیا سلوک کرنا ہے؟ تو پھر وہ ہر مغرور اور متکبر کو اس دنیا میں یا آخرت میں پکڑتا ہے۔ اور اس کے ظلموں کا حساب لیتا ہے۔ عموماً ظالم انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی کسی گرفت سے بچتا ہے۔ تو سمجھتا ہے کہ میں جو کر رہا ہوں ٹھیک کر رہا ہوں۔ اور یہ بات اسے ظلم وتعدی میں بڑھا دیتی ہے۔ وہ بظاہر منہ سے خدا کا نام لے رہا ہوتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے علم میں ہر چیز ہے۔ اسے پتہ ہے کہ اس کے دل میں کیا ہے؟ پس ایسے لوگوں کے بارے میں جب اللہ تعالیٰ حساب کا حکم جاری فرماتا ہے۔ تو بڑا خوفناک انجام ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت ایک حدیث سے یوں ہوتی ہے جس میں بڑا سخت انذار فرمایا گیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز جس کا حساب لیا گیا۔ اسے عذاب دیا جائے گا۔ اس پر حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا؟ کہ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔ (صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها باب اثبات الحساب۔ حدیث نمبر 7119 دارالفکر بیروت ۔ لبنان 2004ء)

یعنی پھر اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ حساب نہیں ہے جس حساب کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ یہ تو صرف پیش ہونا ہے۔ جس سے قیامت کے روز کرید کرید کر حساب لیا گیا اسے عذاب دیا جائے گا۔

پس یہ بڑا خوفناک انذار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک پر رحم فرمائے۔ ایک مومن کا امتیاز تو تقویٰ پر چلنا ہے۔ اور تقویٰ پر چلنے والا اللہ تعالیٰ کے انعامات سے حصہ پانے والا ہوتا ہے۔ تقویٰ پر چلنے والے وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اپنے اعمال پر نظر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جب یہ کوشش ہو رہی ہو تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفتِ حسیب کس طرح ظاہر ہوتی ہے۔ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ایک جگہ اپنے حسیب ہونے کا یوں ذکر فرماتا ہے۔ فرمایا کہ وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۔ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۔قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا۔ (الطلاق: 4) ”یعنی وہ اسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔ اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لئے کافی ہے۔ یقیناً اللہ اپنے فیصلہ کو مکمل کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کا ایک منصوبہ بنا رکھا ہے۔“

اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (الطلاق:3) یعنی جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی رستہ نکال دے گا۔

پس متقی کو اللہ تعالیٰ رزق عطا فرماتا ہے اور ایسے راستے کھولتا ہے جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتے۔ ایک متقی رزق کے لئے صرف اور صرف خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔ اور جب توکل حقیقی ہو تو پھر خدا تعالیٰ اپنے حسیب ہونے کا اور اپنے کافی ہونے کا نظارہ دکھاتا ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ رزق محدود لفظ نہیں جو اس مادی رزق تک ہی محدود ہو بلکہ اس کے بڑے وسیع معنی ہیں۔ چنانچہ اس کے معنی لغات میں ہر قسم کے رزق کے بھی کئے گئے ہیں۔ مادی رزق کے بھی جو زندگی کی بقاء کے لئے ضروری ہے خوراک ہے اور دوسری چیزیں روپیہ پیسہ ہے۔ اس کے معنی روحانی رزق کے بھی ہیں۔ روحانیت کے ملنے کے بھی ہیں۔ اور اس کے معنی علم کی دولت کے بھی ہیں بلکہ تمام انسانی قویٰ بھی اس میں شامل ہیں۔ ایک متقی انسان کو اور خدا تعالیٰ پر توکل کرنے والے کو صرف دنیاوی مادی رزق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہ ہر قسم کے رزق کی اللہ تعالیٰ سے خواہش رکھتا ہے۔ رزق کے وسیع تر معنوں کے لحاظ سے یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم پر بہت اعلیٰ رنگ میں کھولا ہے اور جب آپ یہ مضمون بیان فرماتے ہیں جب اس کی مثالیں بیان فرماتے ہیں تو پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلامِ صادق کی کوئی بات جس کو کسی اعلیٰ ترین مثال سے بیان کرنا مقصود ہو بغیر آقا کے ذکر کے ہو۔ پس جب آپ روحانی رزق کا بھی ذکر کرتے ہیں تو مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ: ”برکاتِ تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو ان مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور کے حارج ہوں“۔ (یعنی ایسی مشکلات جن سے دینی امور میں حرج آتا ہو ان سے اللہ تعالیٰ نجات دلاتا ہے۔) ”ایسا ہی اللہ تعالیٰ متقی کو خاص طور پر رزق دیتا ہے“۔ فرمایا کہ ”یہاں میں معارف کے رزق کا ذکر کروں گا۔ آنحضرتؐ کو باوجود اُمّی ہونے کے تمام جہان کا مقابلہ کرنا تھا۔ جس میں اہلِ کتاب، فلاسفر، اعلیٰ درجہ کے علمی مذاق والے لوگ اور عالم فاضل شامل تھے لیکن آپؐ کو روحانی رزق اس قدر ملا کہ آپ سب پر غالب آئے اور ان سب کی غلطیاں نکالیں۔ یہ روحانی رزق تھا جس کی نظیر نہیں“۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 34-35۔تفسیر حضرت مسیح موعود جلد 4 صفحہ 401)

قرآنِ کریم کی صورت میں جو روحانی مائدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ قرآنِ کریم کا چیلنج ہے کہ اس جیسی ایک سورۃ بھی کوئی نہیں بنا سکتا۔ چاہے وہ چھوٹی سورۃ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ ایک ایسا رزق ہے اور ایک ایسا علمی اور روحانی خزانہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ جس نے نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دنیا کے منہ بند کرنے کے نشان دکھائے بلکہ تا قیامت یہ زندہ جاوید کتاب ہے جس میں ایک پڑھنے والے پر، غور کرنے والے پر، تفکر کرنے والے پر ہر نئی ایجاد اور ہر نئے علم کے راستے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ بشرطیکہ غور کرنے کی نظر ہو۔ جو علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اس میں سے بعض باتیں تو ایسی تھیں جو قرآنِ کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ اس وقت تو اُن تک صحابہ کی سوچ بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اس لئے بعض باتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں ابھی یہ سمجھ نہیں کہ کون کون سے علمی خزانے ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے ہیں۔ مثلاً ایٹم کے بارے میں اس زمانے کے عام مومن تو کیا بڑے بڑے کبار صحابہ جو تھے، اُن کا تصور بھی نہیں تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایٹم کی خوفناکیوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا جس کا نام قرآنِ کریم نے حُطَمَہْ رکھا ہے۔ اور فرمایا وَمَا اَدْرٰکَ مَاالْحُطَمَة۔ (الھمزۃ: 6) اور تجھے کیا معلوم ہے کہ حطمۃ کیا ہے۔ اب یہ صحابہ کو مخاطب کیا گیا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ ایسی چیز ہے جو دلوں تک پہنچتی ہے۔ یعنی پہلے دل متاثر ہوتے ہیں پھر باقی جسم پر اثر ہوتا ہے۔ جاپان میں ناگاساکی میں بھی ایک میوزیم بنایا ہوا ہے۔ جہاں ایٹم بم پڑا تھا۔ جس میں ایٹم بم پڑنے کے وقت لوگوں کی جو حالت تھی اس کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ جو شخص جہاں بیٹھا ہے وہیں بیٹھا رہ گیا۔ دل بند ہو گیا اور اسی حالت میں رہا اور پھر اسی بیٹھی ہوئی حالت میں یا لیٹی ہوئی حالت میں یا کھڑے ہونے کی حالت میں جسم پر جو کھال وغیرہ ہے وہ پگھل گئی ہے اور لٹک رہی ہے۔ بہر حال یہ ایک مثال ہے اور ایسی کئی مثالیں مل جاتی ہیں۔ جو جو سائنسی ایجادیں ہو رہی ہیں ان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ قرآنِ کریم کی برتری کو ثابت کرتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور آپ کی علمی اور روحانی برتری کو یہ چیزیں ثابت کرتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جنہوں نے آپ سے روحانی فیض پایا اور اپنی استعدادوں کے مطابق علم و معرفت کے خزانے حاصل کئے۔ ان کی فکریں بھی دینی اور روحانی رزق کی تلاش میں ہی تھیں۔ اور بعض تو ایسے تھے کہ دنیاوی اور مادی رزق کو خدا کے سپرد کیا ہوا تھا اور اس کوشش میں ہوتے تھے کہ کب ہمیں علم و معرفت کے خزانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے سننے کو ملیں۔ اور ہم اپنے آپ کو اس رزق سے مالا مال کریں۔ جن میں ایک مثال حضرت ابوہریرہؓ کی ہے جو ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دَر پر بیٹھے رہتے تھے کوئی فکر نہیں ہوتی تھی۔ بھوک اور پیاس سے برا حال ہو جاتا تھا۔ لیکن جو علم کا رزق، جو روحانیت کا رزق انہوں نے حاصل کیا وہ آج دیکھیں کہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایات ہم تک پہنچ کر اس رزق کی تقسیم آج بھی جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گی۔ تو یہ لوگ تھے جو اپنے رزق سے جو انہوں نے حاصل کیا فیض پانے والے تھے اور فیض پہنچانے والے تھے۔ بے شک صحابہؓ کی اکثریت کاروباروں اور تجارتوں میں بھی مصروف ہوتی تھی۔ لیکن تقویٰ پر چلتے ہوئے ان کی سب سے پہلی اور بڑی خواہش یہی ہوتی تھی کہ وہ روحانیت میں بڑھنے والے ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم پر لبیک کہنے والے ہوں۔ اور روحانی مائدوں سے فیض پانے والے ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تازہ بتازہ اترتا تھا۔ اور پھر ان میں سے ایسے تھے جو تھوڑا سا کام بھی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ اس میں ایسی برکت ڈالتا تھا کہ اس کا منافع بے شمار اور بے حساب انہیں دیتا تھا۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ انہوں نے رزق و برکت میں دعا کے لئے عرض کی۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ میرے کاروبار میں ایسی برکت پڑی ہے کہ میں مٹی کو بھی ہاتھ لگاتا تھا تو وہ سونا بن جاتی تھی۔ پس جب انہوں نے تقویٰ پر قدم مارا، دین کو دنیا پر مقدم کیا تو دنیا ان کی غلام بن گئی۔ کئی صحابہ ایسے تھے جو دنیا کے کاروبار بھی کرتے تھے لیکن دنیا کے کیڑے نہیں تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بعض اوقات انہوں نے کروڑوں کا سونا پیچھے چھوڑا۔ پس یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے روحانی رزق کے ساتھ مادی رزق کے بے حساب پانے کے نظارے بھی دیکھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’جو خدا کا متقی اور اس کی نظر میں متقی بنتا ہے‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ کی نظر میں۔ ’’اس کو خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی تنگی سے نکالتا اور ایسی طرز سے رزق دیتا ہے کہ اُسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ کہاں سے اور کیونکر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ برحق ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کا پورا کرنے والا ہے اور بڑا رحیم کریم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے وہ اسے ہر ذلت سے نجات دیتا اور خود اس کا حافظ و ناصر بن جاتا ہے۔ مگر وہ جو ایک طرف دعویٰ اتقاء کرتے ہیں اور دوسری طرف شاکی ہوتے ہیں کہ ہمیں وہ برکات نہیں ملے ان دونو میں ہم کس کو سچا کہیں اور کس کو جھوٹا؟ خدا تعالیٰ پر ہم کبھی الزام نہیں لگا سکتے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَاد۔ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ ہم اس مدعی کو جھوٹا کہیں گے۔ اصل یہ ہے کہ ان کا تقویٰ یا ان کی اصلاح اس حد تک نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابلِ وقعت ہو یا وہ خدا کے متقی نہیں ہوتے۔ لوگوں کے متقی اور ریاکار انسان ہوتے ہیں۔ سو ان پر بجائے رحمت اور برکت کے لعنت کی مار ہوتی ہے جس سے سرگرداں اور مشکلاتِ دنیا میں مبتلا رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ اپنے وعدوں کا سچا اور پورا ہے‘‘۔ پھر فرمایا کہ ’’حضرت داؤدؑ زبور میں فرماتے ہیں کہ مَیں بچہ تھا، جوان ہوا۔ جوانی سے اب بڑھاپا آیا مگر مَیں نے کبھی کسی متقی اور خدا ترس کو بھیک مانگتے نہ دیکھا اور نہ اس کی اولاد کو دَر بدر دھکے کھاتا اور ٹکڑے مانگتے دیکھا‘‘۔ فرمایا ’’یہ بالکل سچ ہے اور راست ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور ان کو دوسروں کے آگے ہاتھ پسارنے سے محفوظ رکھتا ہے بھلا اتنے جو انبیاء ہوئے ہیں، اولیاء گزرے ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ بھیک مانگا کرتے تھے؟ یا ان کی اولاد پر یہ مصیبت پڑی ہو کہ وہ دَر بدر خاک بسر ٹکڑے کے واسطے پھرتے ہوں؟ ہرگز نہیں‘‘۔ فرمایا ’’میرا تو اعتقاد ہے کہ اگر ایک آدمی باخدا اور سچا متقی ہو تو اس کی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور ان کی خود حفاظت فرماتا ہے‘‘۔

(الحکم جلد 7 نمبر 12 مورخہ 31 مارچ 1903ء صفحہ 5)

پس اللہ تعالیٰ کا بننا، تقویٰ اختیار کرنا بنیادی شرط ہے اور تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش ہر ایک انسان جس کا ایمان لانے کا دعویٰ ہے اس کی اور ہر ایک مومن کی تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ تقویٰ کے ساتھ دوسری بنیاد اللہ تعالیٰ پر توکل ہے۔ پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا متقی یا متوکل بن کر ایک مومن نہ صرف اپنے رزق کے سامان پیدا کرتا ہے بلکہ اپنی نسلوں کے رزق کے سامان بھی پیدا کرتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی واضح ہو کہ متقی کی اولاد اگر ظلم اور بغاوت پر قائم ہو گی تو پھر اللہ تعالیٰ کا دوسرا قانون چلتا ہے۔ اور وہ برکت اور حفاظت کا ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ پس حقیقی متقی کی اولاد اس نیک تربیت کی وجہ سے، ان دعاؤں کی وجہ سے جو وہ اپنی اولاد کے لئے کرتا ہے، خود بھی تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرنے والی ہوتی ہے۔ اور اس طرح نیکی کی جاگ کے ساتھ اگلی نسل میں اللہ تعالیٰ کی محبت برکت اور حفاظت کی جاگ بھی لگتی چلی جاتی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ کسی قانونِ قدرت کے خلاف نہیں اور نہ واقعات کے خلاف ہیں کہ نوحؑ کا بیٹا کیونکر غرق ہو گیا؟ نوح کے بیٹے نے اس تقویٰ سے حصہ لینے کی کوشش ہی نہیں کی بلکہ بغاوت کی۔ اس لئے اپنے انجام کو پہنچا۔ لیکن ایک نیک اور متقی شخص کی اولاد اگر شرک کے علاوہ کسی بھی قسم کی کمزوری دکھاتی ہے۔ یا ناسمجھی کی وجہ سے مادی رزق میں یا کاروبار میں اُسے کسی قسم کا دھچکا لگتا ہے یا احتمال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے حالات ہی پیدا نہیں کرتا جس کی وجہ سے اس کا اتنا برا حال ہو جائے کہ بھوک کے حالات پیدا ہو جائیں بلکہ ان کو جلد سنبھالا دے دیتا ہے اور اگر وہ تقویٰ پر قائم ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے خود بھی دیکھ لیتے ہیں۔

پھر بعض اوقات بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ دوسری نیکیاں بھی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ہمارے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ یہاں ایک بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع میں بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں متقی ہو اور اس کے لئے بڑی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ ایسے لوگوں کو فکر کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ استغفار پڑھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اگر کہیں بھی کمی ہے تو ہمارے اندر کمی ہے۔ ہماری کوششوں میں ہی کمی ہے۔ تقویٰ باریک سے باریک نیکیوں کو بجا لانے کا، ان کا خیال رکھنے کا نام ہے۔ پس اگر کہیں ایسی صورت پیدا ہو رہی ہے جہاں باوجود تمام محنت اور کوشش کے حالات بھی بد سے بدتر ہو رہے ہوں، تو ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ کاروباری آدمی کے متعلق کاروبار کے سلسلے میں اگر معمولی جھوٹ بھی بولا جائے تو یہ چیز انسان کو تقویٰ سے دور لے جاتی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر توکل کے بھی خلاف ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے انعامات سے فیض پانے کے لئے ہمیں باریک بینی سے اپنے جائزے لینے ہوں گے۔ کہ کہیں ہماری باتوں میں جھوٹ کی ملونی تو نہیں؟ کہیں نیت میں کھوٹ تو نہیں؟ جو بھی کام کیا ہے صاف اور کھرا اور قولِ سدید سے کام لیتے ہوئے کیا ہے؟ قولِ سدید صرف سچائی کا نام نہیں ہے۔ بلکہ ایسی سچائی ہے جو واضح طور پر دوسرے کو سمجھ میں آنے والی ہو۔ پھر عبادت کا حق ہے۔ متقی بننے کے لئے عبادت کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ پس حقیقی متقی وہی ہے جو حقوق اللہ ادا کرنے والا بھی ہو اور حقوق العباد ادا کرنے والا بھی ہو۔ اور اس کے لئے جیسا کہ میں نے کہا حقیقی طور پر گہرائی میں جا کر اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ بعض لوگ بلکہ فی زمانہ تو ایک بہت بڑی تعداد دھوکے سے دولت کما لیتی ہے، بڑے امیر بن جاتے ہیں اور ظاہر میں بڑی کشائش رکھنے والے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ دولت ان کے لئے آگ ہے۔ ایک تو اس دنیا میں یہ لوگ بیماریوں کی صورت میں، مقدموں کی صورت میں، پھر اور تکلیفوں کی صورت میں، بلاؤں کی صورت میں ہر قسم کی آگ میں جَل رہے ہوتے ہیں۔ اور یہ دولت پھر ان کے لئے بے چینی کا باعث بنتی ہے۔ دوسرے آخرت کی آگ ہے۔ خدا تعالیٰ اس سے بھی ڈراتا ہے۔ پس یہ جو ان کی دولت ہے یہ کوئی قابلِ رشک چیز نہیں ہے جس کی طرف ہماری نظر ہو، ایک مومن کی نظر ہو۔ بلکہ یہ خوف دلانے والی بات ہے۔ لیکن مومن کے لئے جب رزق کا ذکر خدا تعالیٰ فرماتا ہے تو بابرکت رزق کا ذکر فرماتا ہے۔ اصل مقصود ایک مومن کا روحانی رزق

ہے۔ جو ہر چیز پر مقدم ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اس دنیا میں بھی اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے اور مرنے کے بعد بھی جو دائمی ٹھکانا ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی رضا کا، اپنی جنتوں کا وعدہ فرماتا ہے۔ پس ایک دنیادار کے معیار اور ایک مومن کے معیار بہت مختلف ہیں۔ جس کو خدا تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو وہ دنیا کے پیچھے نہیں دوڑتا۔ بلکہ دنیاوی مادی رزق کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ مومن کو بغیر حساب کے رزق دینے اور کافر اور دنیادار کے لئے اس دنیا کی آسائشوں میں ڈوبنے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَ یَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ (البقرۃ:213) کہ جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے دنیا کی زندگی خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے۔ اور یہ ان لوگوں سے تمسخر کرتے ہیں جو ایمان لائے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا وہ قیامت کے دن ان سے بالا ہوں گے۔ اور اللہ جسے چاہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔

پس یہ آیت جہاں خاص طور پر کافروں کے دنیا کی دولت کو ہی سب کچھ سمجھنے کے بارے میں بتا رہی ہے۔ وہاں عموم کے رنگ میں ہر دنیادار کی تصویر کھینچ رہی ہے کہ دنیادار ایک مومن کو اپنی دولت کی وجہ سے حقیر سمجھتا ہے۔ طاقتور بظاہر خدا کے نام پر۔ لیکن دراصل دنیا کے نشے میں ڈوب کر کمزور مومنوں پر زیادتی کرتا ہے۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ قیامت کا بھی ایک دن مقرر ہے۔ اور اس دن خوب کھل جائے گا کہ ظلم اور تعدی کرنے والے، اپنی حکومت پر زعم کرنے والے، اپنے گروہ کی طاقت کا اظہار کرنے والے کامیاب ہیں یا وہ مسکین جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہر زیادتی برداشت کرنے والے ہیں۔ پس یہاں پھر اللہ تعالیٰ نے "وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا" جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا کہہ کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ صرف ایمان لانا کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ کا حصول اصل جڑ ہے۔ اس کو حاصل کرنا ضروری ہے۔ مومنوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ اگر تقویٰ نہیں تو صرف ایمان لانا خدا تعالیٰ کا مقرب نہیں کر سکتا۔ آج جب ہم عمومی طور پر عالمِ اسلام پر نظر ڈالتے ہیں تو باوجود اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے کہ جنگوں میں مومنوں کو اللہ تعالیٰ کافروں پر برتری اور فوقیت دیتا ہے۔ مسلمانوں کی حالتِ زار کا ہی نمونہ ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ تقویٰ کی کمی ہے ورنہ خدا تعالیٰ تو وعدہ فرماتا ہے کہ میں ایسے ایسے راستے مومنوں کے لئے کھولتا ہوں جس کا ان کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں بغیر حساب دیتا ہوں۔ اس بغیر حساب کے دیئے جانے کا نظارہ ہمیں قرونِ اولیٰ میں نظر آتا ہے جب خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی قربانیوں سے بہت زیادہ بڑھ کر انہیں عطا فرمایا اور جب تک ان میں تقویٰ کا کچھ حصہ بھی قائم رہا اسلامی حکومتوں کا رعب اور دبدبہ قائم رہا۔ آج بے شک مادی لحاظ سے بعض اسلامی ممالک کو خدا تعالیٰ نے تیل کی دولت سے مالا مال کیا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود مغربی طاقتوں نے معاشی غلامی کا طوق ان کی گردنوں میں ڈالا ہوا ہے۔ اور اس وجہ سے غریب مسلمان ممالک کی معیشت کو سنبھالنے میں یہ دولت کام نہیں آ رہی یا سنبھالنے کی نیتیں نہیں یا خوف ہے۔ جو بھی صورتِ حال ہے بہرحال مسلمان مسلمان کے اس طرح کام نہیں آ رہا جس طرح آنا چاہئے۔ اگر کہیں غریب کی مدد کرنی بھی ہو تو پہلے یہ حکومتیں مغربی حکومتوں کی طرف دیکھتی ہیں۔ ایک تو وہ زمانہ تھا جب باوجود کمزور ہونے کے فوجی ساز و سامان کے لحاظ سے بھی، تعداد کے لحاظ سے بھی، دولت کے لحاظ سے بھی، ہر لحاظ سے کمزور ہونے کے مسلمانوں نے ایران کی ناقابلِ شکست تصور کی جانے والی حکومت اور دوسری بڑی بڑی حکومتوں سے ٹکر لی اور انہیں اپنے زیر کیا۔ حکومتیں فتح کرنے کے لئے نہیں بلکہ ظلموں کو روکنے کے لئے اس ایمان نے کام دکھایا جو تقویٰ سے پُر تھا۔ پس ان کو اللہ تعالیٰ نے بے حساب دیا۔ لیکن آج غریب اسلامی حکومتیں جو ہیں وہ تو مغربی ممالک کی طرف دیکھتی ہی ہیں۔ بظاہر چند ایک جو دولت مند حکومتیں ہیں وہ اپنے حقیقی ربّ اور مالک اور معبود کو چھوڑ کر دنیاوی ربوں اور مالکوں اور معبودوں کی طرف نظر کئے ہوئے ہیں۔ یہ چیز ظاہر کرتی ہے کہ تقویٰ میں کمی ہے۔ جس نے ان لوگوں کو جنہیں خدا تعالیٰ نے دنیا کے لئے رہنما بنایا تھا۔ محکوم بنایا اور ایک طرح کی غلامی کی زنجیریں ہیں جن میں یہ مسلمان جکڑے گئے ہیں۔ اور یہ بات یقیناً اللہ تعالیٰ کی آخری تقدیر کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ (الطلاق: 4) کہ یقیناً اللہ اپنے فیصلے کو مکمل کر کے رہتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جس کا کئی جگہ قرآنِ کریم میں ذکر ہوا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول غالب آتے ہیں۔ دنیا کی تقدیر اب اسلام کے ساتھ وابستہ ہے لیکن کس طرح؟ اس کا جواب یہ ہے۔ اس طرح جس طرح صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پا کر دنیا کو اپنی لونڈی بنایا تھا اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تھا۔ تقویٰ کی باریک راہوں کی تلاش کی اور اس پر چلے۔ اسلام کی خاطر جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوئے۔ دشمن کے حملوں اور زیادتیوں سے تنگ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہجرت کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے فتوحات کے ایسے دروازے کھولے جن کو شمار کرنا بھی مسلمانوں کے لئے مشکل ہو گیا۔ اس کے بعد پھر بغیر حساب دیئے جانے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کئی جگہ یوں فرمایا ہے۔ فرمایا۔ قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ۔ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ۔ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ۔ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (الزمر:11) "تو کہہ دے کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو۔ ان لوگوں کے لئے جو احسان سے کام لیتے ہیں اس دنیا میں بھی بھلائی ہوگی اور اللہ کی زمین تو وسیع ہے۔ یقیناً صبر کرنے والوں کو بغیر حساب کے ان کا بھرپور اجر دیا جائے گا۔"

اس زمانے میں مسلمانوں کی جو حالت زار تھی ۔ جب اسلام کی ابتداء تھی تو مسلمان مکّہ میں انتہائی کسمپرسی کی حالت میں رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تک پر کفار ظلم کرنے سے باز نہیں آتے تھے اور غریب مسلمانوں پر تو ظلم کی انتہا کرتے ہوئے مردوں عورتوں کو شہید بھی کر دیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو فرما رہا ہے۔ پہلی بات یہ کہ ایمان کے ساتھ تقویٰ سب سے بنیادی شرط ہے اور پھر فرمایا جو تقویٰ پر چلتے ہوئے تمام نیکیاں بجالانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں آخرت کے علاوہ اس دنیا میں بھی اجر ملے گا۔ پھر فرمایا۔ جب مکّہ میں ظلم کی انتہاء ہوگی تو اس ظلم سے بچنے کے لئے تمہارے لئے بہتر ہے کہ ہجرت کر جاؤ۔ اور یہ ہجرت جو ہے تمہارے لئے وسعتوں کے سامان پیدا کرے گی۔ یہ نہ سمجھو کہ جو ظلم تم پر ہوئے یہ یونہی رائیگاں چلے جائیں گے۔ ہر ہر ظلم کے بدلے میں خدا تعالیٰ تمہیں ایسے اجروں سے نوازے گا جن کا تم شمار بھی نہیں کر سکتے اور یہی صبر کرنے والوں کی جزا ہے۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے پہلے ذکر کیا کہ ان صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ایک بڑے حصے کا حکمران بنا دیا۔ ان کو حکومتیں عطا ہوئیں۔ پس وہ تقویٰ تھا، اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی تھی جس نے نہتوں اور کمزوروں کو حکومتیں عطا فرمائیں۔ آج یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ حکومتیں ہونے کے باوجود ایک لحاظ سے محکوم ہیں لیکن ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کیونکہ سچے وعدوں والا ہے، اس نے یہ تمام نظارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے دکھا کر یہ بھی بتا دیا تھا کہ تقویٰ اور صبر کے پھل صرف کسی زمانے تک محدود نہیں ہیں۔ بلکہ جس طرح قرونِ اولیٰ کے مومنوں نے نمونے دکھائے اور یہ پھل کھائے۔ ایک تاریک زمانے کے بعد مومنین پھر یہ پھل کھائیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوشخبری دی کہ غلبہ اسلام تیرے عاشقِ صادق اور اس کی جماعت کے ذریعے سے ہوگا اور یہی حالات جو بیان ہوئے ہیں ہزاروں مسلمانوں پر من حیث الجماعت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پر بھی گزریں گے اور جس طرح ابتداء میں مسلمانوں پر زمین تنگ کی گئی تھی تو اسلام کے پھیلنے کے دروازے کھلتے چلے گئے، اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام پر بھی زمین تنگ کی جائے گی اور اس کے بعد یہ راستے کھلیں گے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ نصیحت فرمائی تھی بلکہ وصیت فرمائی تھی کہ تم اس زمانے میں مسیح محمدی کو تنگ کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا بلکہ اس کو جا کر میرا اسلام پہنچانا اور اس کی مدد کرنا۔

آج ہر احمدی گواہ ہے کہ پاکستان میں جماعتی طور پر ہمارے پر زمین تنگ کی گئی۔ مختلف قسم کی پابندیاں لگائی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے آج 195 ممالک میں احمدیت کا پودا لگا دیا۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ افرادی ترقی جماعت کی ترقی سے وابستہ ہے۔ انفرادی نقصانات سے جماعت کی ترقیاں رک نہیں جاتیں۔ پہلے زمانے میں بھی مسلمانوں کی شہادتوں نے نئی حکومتوں کے دروازے کھولے تھے اور آج بھی احمدیوں کی قربانیاں احمدیت کی ترقی کا باعث بنتی چلی جا رہی ہیں۔

آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں مسیح محمدی کا پیغام نہیں پہنچ رہا۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے موجود نہیں۔ دنیا میں اس وقت MTA کے ذریعہ سے ہر جگہ پیغام پہنچ رہا ہے اور جب MTA کے ذریعے سے درُود پڑھا جاتا ہے تو دنیا کے ان ملکوں میں چاہے کوئی پڑھنے والا ہو نہ ہو، اس کی فضاؤں میں وہ درُود بہرحال پھیل رہا ہے۔ اس وقت جیسا کہ میں نے کہا دنیا کے 195 ممالک ایسے ہیں جہاں MTA کا چینل دیکھا اور سنا جا رہا ہے لیکن دنیا کے کسی اور چینل کی یہ ضمانت نہیں ہے کہ ایک وقت میں تمام براعظموں کے 195 ممالک میں ان کا ٹی وی چینل دیکھا اور سنا جاتا ہو۔ اور یہ چینل احمدیوں کے علاوہ غیر از جماعت بھی دیکھ رہے ہیں۔ بعض اعتراض تلاش کرنے کے لئے دیکھتے ہیں۔ بعض علم کے حصول کے لئے دیکھتے ہیں۔ لیکن بہرحال دیکھا ضرور جاتا ہے۔ پس کہنے کا مقصد یہ ہے کہ الٰہی جماعتوں کی یہی نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے کہ جب ان پر زمین تنگ کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے اور جگہوں پر اور مختلف رنگ میں اور مختلف طریقوں سے وسعت کے سامان پیدا فرما دیتا ہے اور مسیح محمدی کی جماعت کے ساتھ یہ سلوک تو خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرمایا اور فرمانا تھا کہ اسلام کی آخری فتح اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے ہونی ہے۔ انشاء اللہ۔

اللہ کرے کہ ہم انفرادی طور پر بھی اس اہم ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے اس مقصد کے حصول کے لئے کوشش کرنے والے ہوں جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے بغیر حساب اَجر کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔ آمین

بقیہ: مسجد بیت الحمید کی از سر نو تعمیر از صفحہ نمبر 16

جماعتی تقاریب کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ جمعہ میں مالی قربانی کی تحریک کی، جمعہ کی حاضری بھی ماشاءاللہ بڑی غیر معمولی تھی اور سب موجود احباب وخواتین نے اور بچوں نے مسجد کی تعمیر میں دل کھول کر چندہ ادا کیا۔

۞...... یہاں سے ہم آشاش گئے۔ آشاش میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک مخلص اور فعال جماعت ہے۔ 20 منٹ میں قریباً 20 ہزار ڈالر کیش کی صورت میں جمع ہو گئے۔

۞......شکاگو میں جب تحریک کی گئی تو لجنہ میں سے ایک خاتون نے اپنے سونے کے کڑے بھجوائے۔ میرے پاس اس وقت چند دوست بیٹھے ہوئے تھے جن میں سیکرٹری مال بھی تھے۔ مَیں نے سیکرٹری مال سے کہا کہ ہم یہ کڑے ساتھ لے کر نہیں جا سکتے آپ ان احمدی خاتون سے پوچھ لیں جن کے کڑے ہیں کہ وہ خود ہی ان کی مناسب قیمت لگا کر رقم ہمیں دے دیں اور کڑے خود رکھ لیں۔ ابھی ہم یہ بات کر ہی رہے تھے کہ ایک دوست نے کہا کہ کڑے مجھے دکھائیں۔ انہیں دکھائے گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ کڑے تو میری بیوی نے دیئے ہیں مجھے دے دیں مَیں ان کی رقم ادا کر دیتا ہوں۔ اور 500 ڈالر ان کی رقم ادا کر دی حالانکہ وہ خود اپنی طرف سے اتنی رقم ادا کر چکے تھے۔

مالی قربانیوں کی یہ داستان بہت طویل ہے اور ایمان افروز بھی۔ سارے واقعات کا لکھنا اور احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں ہے۔

مسجد کی توسیع وتعمیر:

اکتوبر 2007ء سے تعمیر وتوسیع کا کام شروع ہو۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اگست 2009ء میں جا کر مسجد پایہ تکمیل کو پہنچی۔ تعمیر کے دوران بھی کئی مرحلوں پر کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ہم ہر دفعہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس اید اللہ تعالیٰ کی خدمت میں فیکس کرتے کہ حضور دعا کریں کہ یہ پریشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ رحم اور فضل فرمایا اور وہ رکاوٹ دور ہوتی رہی۔

اب رمضان المبارک سر پر آ گیا تھا مسجد کے استعمال کی اجازت میں رکاوٹ پڑ رہی تھی کیونکہ کچھ کام ابھی کرنا باقی تھا۔ اگرچہ دن رات کام ہو رہا تھا پھر بھی کاؤنٹی کے قواعد وضوابط کی بنا پر جب تک کام مکمل نہ ہو، استعمال کی اجازت نہ مل سکتی تھی۔ اس سلسلہ میں جو انسپیکشن ہونی تھی وہ فائر والوں کی تھی۔ انہوں نے ہمیں جو تاریخ دی وہ رمضان المبارک کے شروع ہونے کے ایک ہفتہ بعد کی تھی جس سے بہت پریشانی لاحق ہوئی۔ خاکسار کو جب پتا چلا تو سب سے پہلے تو حضور کو دعا کے لئے خط لکھا پھر کاؤنٹی کے سپروائزر کے دفتر چلا گیا وہ دفتر میں موجود نہ تھے ان کے سیکرٹری کو خاکسار نے سارے حالات بتائے اور درخواست کی کہ انسپیکشن کی تاریخ کو ایک ہفتہ پہلے کر دیا جائے تا کہ ہم شروع رمضان سے ہی مسجد میں عبادت بجا لا سکیں ورنہ ہمارے احباب کو بہت مشکل ہوگی۔ خدا بھلا کرے سیکرٹری صاحب کا اس نے ہماری مشکل کو سمجھا اور فوراً متعلقہ محکمہ کو فون کیا کہ امام شمشاد صاحب تمہارے پاس پہنچ رہے ہیں ان کی تکلیف اور مشکل کا ازالہ کر دیں۔ مَیں فوراً متعلقہ دفتر گیا انسپکٹر صاحب بڑے تپاک سے ملے اور ہمیں رمضان سے دو دن قبل کی تاریخ دے دی۔ خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور انہوں نے انسپکشن کر کے ہمیں مسجد کے استعمال کی اجازت دے دی۔

مَیں اس مسرت اور خوشی کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا کہ جب ہم نے جمعہ کے دن مسجد میں نماز جمعہ ادا کی اور شام کو نماز تراویح تو مسجد نمازیوں سے بھر چکی تھی۔ ہر ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہا تھا۔ نیز مسجد ملنے پر خدا کے حضور سجدات شکر اور آنسوؤں کے نذرانے پیش کر رہے تھے۔ ایک دوست نے مجھے جمعرات کو فون کیا کہ اس موقعہ پر جمعہ کی نماز کے بعد حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی جائے جو کہ مَیں لے کر آؤں گا۔ اسی طرح ایک اور دوست نے بھی فون کیا کہ میں مٹھائی لانا چاہتا ہوں۔ قریباً 450 افراد نے اس دن نماز جمعہ ادا کی اور حاضرین میں اس خوشی کے موقع پر ہر دو دوستوں نے لڈو اور دیگر مٹھائی تقسیم کی۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے رمضان المبارک کے اختتام پر عید الفطر بڑی سادگی لیکن خاص جوش اور جذبہ کے ساتھ منائی گئی۔ 900 سے زائد افراد نے مسجد بیت الحمید میں نماز عید ادا کی اور اس موقع پر بھی سب حاضرین کی مٹھائی اور نمک پاروں سے تواضع کی گئی۔

جب سے مسجد بنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد کے ہمسائے، سکول کالجز کے طلباء، پروفیسر اور ٹیچرز روزانہ گروپس کی صورت میں بھی اور انفرادی طور پر بھی مسجد کا وزٹ کر رہے ہیں۔ اور والدین اپنے بچوں کو لے کر مسجد دکھانے آتے ہیں۔ اور اس طرح تبلیغ کا دروازہ کھل گیا ہے۔

غیر مسلموں کے لئے خاص تقریب:

جب سے مسجد بنی تھی مسجد کے ہمسایوں اور اس سڑک سے گزرنے والے مسجد کی بلندو بالا اور نہایت خوبصورت عمارت دیکھ کر ہمیں مبارک باد کے فون بھی کرتے تھے۔ ہمارا ٹول فری نمبر 1800WHYISLAM ہے۔ امریکہ اور کینیڈا کے شہروں میں یہ نمبر خوب جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ غیر مسلم خاص طور پر اور دیگر لوگ بھی اس نمبر سے ہمیں سوالوں کے لئے فون کرتے ہیں جن کے جواب دئے جاتے ہیں۔ اس فون پر ہمیں مبارک باد کے فون بھی آنے لگے اور اس بات کی خواہش کا اظہار ہونے لگا کہ آپ اپنی مسجد کا کب افتتاح کریں گے۔ چنانچہ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب کی صدارت میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور مسجد کی تعمیر نو پر خصوصی تقریب کے لئے بھرپور تیاریاں شروع ہو گئیں۔

مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب کی صدارت میں 24 اکتوبر کو ٹھیک شام چار بجے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور پھر محترم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر جماعت امریکہ کا تعارف کرایا۔ محترم امیر صاحب بوجہ اپنی صحت کی کمزوری کے تقریب میں شرکت کے لئے تشریف نہ لا سکے تاہم انہوں نے انٹرنیٹ کے ذریعہ نیوجرسی سے لائیو خطاب کیا جو حاضرین نے سنا۔

اس کے بعد اس تقریب کے لئے خاص طور پر بلائے گئے مہمان جماعت احمدیہ کے مبلغ اور نائب امیر محترم اظہر حنیف صاحب نے اپنی تقریر میں قرآنی آیات کے حوالہ سے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے کعبہ کی دوبارہ تعمیر کا ذکر کیا اور اس بات کو بھی واضح کیا کہ اسلام ہی آزادی مذہب کا علمبردار ہے۔ آج کے زمانہ میں اگر ہم بھی امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو ایک دوسرے کا احترام اور ان کے جذبات کا خیال بھی رکھنا ضروری ہے۔ محترم حنیف اظہر صاحب نے بتایا کہ اسلام صرف مساجد کا احترام ہی نہیں سکھاتا بلکہ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کا بھی پورا پورا احترام سکھاتا ہے جس کی طرف مسلمانوں کو توجہ کرنی چاہئے۔

امام اظہر حنیف صاحب کی تقریر کے بعد چند معزز مہمانانِ کرام نے بھی مختصراً تقاریر کیں جن میں سب سے پہلے مارمن چرچ کے علاقہ کے صدر Mr.Daniel K.Stevenson نے حاضرین سے خطاب کیا۔

ان کی تقریر کے بعد Mr.Dennis Boxter جو امریکہ کی سب سے بڑی کاؤنٹی کے کونسل ممبر ہیں نے تقریر کی انہوں نے جماعت کے ساتھ اپنے تعلق اور خاکسار کے ریڈیو پروگرام کے بارے میں حاضرین کو بتایا کہ امام شمشاد ناصر کے ریڈیو کے اس پروگرام جس کا عنوان Understanding Islam with Imam Shamshad سے ہمیں اسلام کی تعلیم کو سمجھنے میں کافی مدد مل رہی ہے۔ اس موقعہ پر انہوں نے خاکسار کو ایک شیلڈ بھی دی۔

Mr.Dennis Boxter سان برنارڈینو کاؤنٹی میں ایک اپنا ریڈیو پروگرام چلاتے ہیں جو کہ بہت مشہور ہے۔ چونکہ یہ کونسل ممبر بھی ہیں اور ان کا یہ پروگرام لوگ بہت شوق سے سنتے ہیں، ہر منگل کو صبح 9:30 پر یہ خاکسار کے ساتھ اسلام کے بارے میں مختلف عناوین پر تبادلہ خیالات کرتے ہیں جن سے انہیں اور تمام سننے والوں کو اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں انہیں دور کرنے کا موقع ملتا ہے۔

ان کی تقریر کے بعد علاقہ کے چیف پولیس Mr.Stan Stewart نے تقریر کی اور اس علاقہ میں جماعت کی خدمات کا اعتراف کیا۔

چیف پولیس کی تقریر کے بعد Hon Curt Haggman نے بھی تقریر کی جو کہ اپنی بیگم کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ انہوں نے بھی اپنی تقریر میں خدام اور لجنہ کے رفاحی کاموں کی تعریف کرتے ہوئے دو شیلڈز دیں۔ ان کی بیگم بھی کاؤنٹی میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔

ان کے بعد علاقہ کے بٹالین چیف آف فائر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور ہائی آفیشلز کو جماعت کی طرف سے آنر کرتے ہوئے شیلڈز دیں اور ان کی خدمات اور تعاون کو سراہا۔ آخر میں مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نے دعا کے ساتھ اس تقریب کے ختم ہونے کا اعلان کیا۔ اور پھر سب حاضرین کو ڈنر پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس مسجد کو کما حقہ آباد کرنے کی توفیق عطا کرے اور اس مسجد کو عبادت گزاروں سے بھر دے اور اسلام احمدیت کا نور اس مسجد کے ذریعہ ارد گرد کے علاقوں میں پھیلنا شروع ہو۔ آمین

۞۞۞۞۞۞

احمدی مردوں کی ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

”مردوں سے مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عورتوں کو پردے کی تعلیم اس لئے نہیں ہے کہ وہ مردوں کی غلام بنائی جائیں۔ خدا تعالیٰ نے عورتوں کو اپنی عصمت کی حفاظت کی تلقین اس لئے نہیں فرمائی کہ وہ مردوں کی باندیاں بنا دی جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد اور عورت کے حقوق خدا کی نظر میں برابر ہیں مگر چونکہ ان کی خلقت میں کچھ فرق ہے اور ان کی تخلیق کے تقاضے کچھ مختلف ہیں اس لئے بعض ذمہ داریاں ان مختلف تقاضوں کے پیش نظر بدل جاتی ہیں اور تعلیمات کے کچھ حصے بھی اسی فرق کے پیش نظر مختلف ہو جاتے ہیں لیکن جہاں تک حقوق کا تعلق ہے مرد اور عورت کے حقوق میں ایک ذرہ بھی فرق نہیں ہے...... لاہور میں مستورات کی ایک مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں انہیں موقع دیا گیا کہ وہ عورتوں سے متعلق مسائل وغیرہ پوچھیں۔ ایک خاتون نے سوال کیا کہ کیا عورتیں مردوں کی جوتیوں کے طور پر پیدا کی گئی ہیں؟ اس خاتون کے سوال میں بڑا درد تھا۔ مجھے بہت تکلیف پہنچی کہ جو اس نے نہیں کہا وہ بھی اس سوال کے پس منظر سے ظاہر تھا۔ اس کو میں نے کہا کہ مرد عورتوں کی جوتیوں کے نیچے ہیں اس معنی میں کہ اللہ تعالیٰ نے ماں کے قدموں تلے جنت رکھ دی ہے۔ اس لئے تم نے جو سمجھا غلط سمجھا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو؟ دنیا میں کچھ ایسے بدبخت بھی ہوتے ہیں جو ماؤں کے قدموں سے جنت کی بجائے جہنم لیتے ہیں اور بجائے اس کے کہ عورت کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں وہ نہ صرف یہ کہ خود ظالم بنتے ہیں بلکہ دنیا کے سامنے اسلام کو بھی ایک ظالم مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان بدمثالوں نے اس کثرت کے ساتھ اسلام کی بدنامی کے سامان مہیا کئے ہیں کہ باہر کی دنیا یہ سمجھتی ہے کہ اسلامی تہذیب محض مرد کی خدائی اور حکمرانی کا نام ہے اور اسلامی تہذیب نام ہے عورت کو انتہائی ذلت کے ساتھ زندگی پر مجبور کرنے کا۔...... یہ تصور آخر اہل مغرب کے دل میں کیوں پیدا ہوا؟ یہ درست ہے کہ بہت حد تک اسلام کے تاریک زمانوں کی تاریخ اس تصور کو پیدا کرنے کی ذمہ دار ہے لیکن وہ تاریک زمانے تو چلے گئے۔ اب تو روشنی کا دور آ گیا۔ اب تو اسلام کی از سر نو عظمتوں کی خاطر، اسکی بلندی کی خاطر اور اس کی رفعتوں کی خاطر احمدیت کا سورج طلوع ہوا ہے۔ پس مذہبی نقطۂ نگاہ سے بھی اندھیروں کے دور ختم ہوئے اور دنیا کے نقطۂ نگاہ سے بھی زمانہ ایسے دور میں داخل ہو چکا ہے کہ اس قسم کے خیالات قصۂ پارینہ بن رہے ہیں اور ہر جگہ عورت بیدار ہو رہی ہے اور اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہی ہے۔ پس اس دور میں بھی اگر ظلم وتشدد کی ایسی مثالیں نظر آئیں تو وہ لوگ بہت ہی بدقسمت ہوں گے جن کی وجہ سے آج جب کہ اسلام کے چہرے سے داغ دور کرنے کا وقت ہے کچھ لوگ نئے داغ اسلام کے چہرے پر لگا رہے ہیں۔...... ہم نے تو تمام دنیا کے سامنے اسلام کے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

آسٹریلیا میں قبروں کی لیز صرف پچاس سال تک ہوگی

اسلام میں مُردوں کو اوپر نیچے دفن کرنے کی اجازت ہے۔

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

نیوساؤتھ ویلز (آسٹریلیا) کی حکومت کے مجوزہ قانون کے تحت قبروں کی زمین صرف پچاس تا ساٹھ سال کے عرصہ کے لئے کرایہ پر دی جاسکے گی۔ یہ عرصہ گزرنے کے بعد وارثوں کو اختیار دیا جائے گا کہ اگر وہ چاہیں تو رقم ادا کر کے لیز کا عرصہ مزید پچاس سال کے لئے بڑھالیں ورنہ مدفون کا بقیہ کچھ اور نیچے کر کے اس کے اوپر کسی دوسرے شخص کی تدفین کی اجازت دے دی جائے گی۔ اگر اس کا کوئی رشتہ دار اپنی وفات پر اسی قبر میں دفن ہونا پسند کرے گا تو وہ دوسرے پچاس سالہ عرصہ (Tenure) کی ادائیگی کر کے ریزرویشن کروا سکتا ہے۔ اور غالباً یہی عمل ہر پچاس سال بعد دہرایا جائے گا۔ ہر بار قبر کا کتبہ تبدیل کر کے بعد میں دفن ہونے والے شخص کے نام کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ یوں ایک ہی قبر بار بار استعمال ہوتی رہے گی۔

اس قانون کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ سڈنی میں کچھ قبرستان 2010ء اور باقی 2050ء تک مکمل طور پر بھر جائیں گے اور یہ ممکن نہیں کہ شہروں کے نزدیک نئے قبرستان بناتے چلے جائیں کیونکہ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ زمین کی ضرورت مُردوں کی نسبت زندوں کو زیادہ ہوگی۔ تدفین کے لئے جو صندوق بنائے جائیں گے ان کا ایسے میٹریل مثلاً گتّے وغیرہ سے بنا ضروری ہوگا جو کہ پچاس سال کے عرصہ میں مُردہ کے جسم کے ساتھ ہی زمین میں تحلیل ہو جائیں۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ قبروں کے لئے اسی طرح کے قوانین یورپ کے اکثر ممالک کے علاوہ ساؤتھ آسٹریلیا اور ویسٹرن آسٹریلیا میں پہلے ہی موجود ہیں۔ (ملخص از سڈنی مارننگ ہیرلڈ 10/نومبر 2009ء)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حکومت نیوساؤتھ ویلز جو قانون نافذ کر کے نتیجہ حاصل کرنا چاہتی ہے عملاً صدیوں سے دنیا بھر میں ایسے ہی ہو رہا ہے۔ اگر کچھ صدیوں سے ہی ہر قبر کو پختہ بنایا گیا ہوتا یا حاشیہ و کتبہ لگا کر اسے مستقل طور پر اصلی حالت میں رکھا گیا ہوتا تو آج ساری زمین قبروں سے ہی بھر چکی ہوتی اور کھیتی باڑی کے لئے کوئی قطعہ زمین نہ بچا ہوتا۔ البتہ بعض نمایاں شخصیات ایسی ضرور ہوتی ہیں کہ ان کی قبروں کو ضرور محفوظ رکھنا چاہیئے ورنہ دو تین پشتوں کے بعد کم ہی لوگ اپنے بزرگوں کو یاد رکھتے ہیں اور جو یاد رکھتے ہیں وہ ایسے بزرگوں کی قبروں میں دفن ہونا پسند نہیں کریں گے۔

اوپر نیچے قبریں بنانا شرعاً جائز ہیں۔ اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کے دارالافتاء کے ایک خط کا اقتباس ہدیۂ قارئین ہے۔

''سوال: کیا اوپر نیچے قبریں بنانا شرعاً جائز ہے؟

اس مسئلہ پر مجلس افتاء نے درج ذیل رپورٹ پیش کی:

عن عبدالرحمن ابن کعب اَنَّ جَابِرَبن عبداللّٰہ اخبرہ ان النبی ﷺ کَانَ یَجْمَعُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ مِنْ قَتْلیٰ اُحُدِ۔

یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے انہیں بتایا کہ حضور ﷺ نے جنگ اُحد کے شہیدوں میں سے دو دو افراد کو ایک ساتھ دفن کرنے کا ارشاد فرمایا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب دفن الرجلین او الثلاثۃ فی قبر واحد)

عن عبدالرحمن بن کعب بن مالک ان جابر بن عبداللّٰہ اخبرہ ان رسول ﷺ کَانَ یَجْمَعُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ قَتْلٰی اُحُدٍ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اَیُّھُمْ اَکْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِیْرَلَہٗ اِلَی اَحَدٍ قَدَّمَہٗ فِی اللَّحْدِ۔ (بخاری کتاب المغازی باب من قتل من المسلمین یوم احد)

یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد میں شہید ہونے والوں کے متعلق بوقت دفن یہ ارشاد فرمایا کہ دو دو شہیدوں کو ایک کفن میں لپیٹا جائے۔ بعدازاں حضور نے دریافت فرمایا کہ ان میں سے قرآن مجید کو زیادہ جاننے والا کون ہے۔ جب حضور کو یہ بتایا گیا تو آپ نے اسے لحد میں پہلے اتارنے کا ارشاد فرمایا جو زیادہ قرآن مجید جانتا تھا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَجْمَعُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ مِنْ قَتْلیٰ اُحُدٍ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ...... فَکُفِّنَ اَبِیْ وَعَمِّیْ فِیْ نَمِرَۃٍ وَّاحِدَۃٍ۔

یعنی حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں میں سے دو دو کو اکٹھا کر کے ایک کفن میں لپیٹ کر دفن کرنے کا ارشاد فرمایا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب من یقدم فی اللحد)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ اَتَی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلَی حَمْزَۃَ یَوْمَ اُحُدٍ فَوَقَفَ عَلَیْہِ فَرَاٰہُ قَدْ مُثِّلَ بِہٖ فَقَالَ لَوْ لَا اَنْ تَجِدَ صَفِیَّۃُ فِیْ نَفْسِھَا لَتَرَکْتُہٗ حَتّٰی تَاْکُلُہُ الْعَافِیَۃُ ...... قَالَ فَکَثُرَ الْقَتْلٰی وَقَلَّتِ الثِّیَابُ قَالَ فَکُفِّنَ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالثَّلَاثَۃُ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ۔ ثُمَّ یُدْفَنُوْنَ فِیْ قَبْرٍ وَاحِدٍ قَالَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَسْاَلُ عَنْھُمْ اَیُّھُمْ اَکْثَرُ قُرْاٰنًا فَیُقَدِّمُہٗ اِلَی الْقِبْلَۃِ۔ قَالَ فَدَفَنَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ۔

(ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء فی قتلیٰ احد وذکر حمزۃ)

اس حوالہ کا خلاصہ یہ ہے کہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ اُحد کے موقع پر کفن کم تھا اور شہید زیادہ تھے۔ حضور ﷺ نے دو دو تین تین شہیدوں کو ایک کفن میں لپیٹ کر ایک قبر میں دفن کرنے کی ہدایت فرمائی۔

عَنْ ھِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمَ اُحُدٍ اَصَابَ النَّاسَ جَھْدٌ شَدِیْدٌ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَحْفِرُوْا وَاَوْسِعُوْا وَ اَدْفِنُوْا الْاِثْنَیْنِ وَالثَّلَاثَۃِ فِیْ قَبْرٍ۔ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَنْ نُّقَدِّمُ۔ قَالَ قَدِّمُوْا اَکْثَرَھُمْ قُرْاٰنًا۔

حضرت ہشام بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے موقع پر شہید ہونے والوں کے متعلق حضور ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ ان کے لئے قبر گہری اور کشادہ کھودو اور اس میں دو دو، تین تین افراد کو دفن کرو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ لحد میں اتارنے کے لئے کس کو مقدم کیا جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو قرآن زیادہ جانتا ہو۔

(نسائی کتاب الجنائز باب دفن الجماعۃ فی القبر الواحد)

فقہ السنۃ میں لکھا ہے۔

یعنی مردہ کو دفن کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میت کا جسم جانوروں اور پرندوں سے محفوظ رہے اور بدبو نہ پھیلے۔ اس غرض کے لئے قبر کم ازکم کمر تک گہری ہو۔

ھشام بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے موقع پر ہم نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ حضور ہر شہید کے لئے الگ الگ قبر کھودنا ہمارے لئے بہت مشکل ہے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا قبر گہری کھودو اور ایک قبر میں دو دو تین تین افراد کو دفن کر دو۔

(فقہ السنۃ۔الجنائز استحباب اعماق القبر)

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ متوفیان میں سے دو دو تین تین کو ایک قبر میں اکٹھے دفن کیا جانا شرعی لحاظ سے درست ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے خود جنگ اُحد کے ختم ہونے پر ہدایت فرمائی۔

علاوہ ازیں مکرم ابوالمنیر نورالحق صاحب نے بیان کیا ہے کہ:

''جب قادیان سے ہجرت ہوئی اور عارضی طور پر لاہور میں قیام ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی صدارت میں رتن باغ میں روزانہ ناظروں اور وکلاء کی میٹنگ ہوتی تھی اور حضور کی خدمت میں ناظر صاحبان اور وکلاء صاحبان اپنی کارکردگی کی رپورٹ پیش کرتے تھے۔ ایک دن میٹنگ میں مختلف اغراض کے لئے مختص کیئے گئے قطعات کا ذکر ہو رہا تھا تو خاکسار نے عرض کیا کہ بہشتی مقبرہ کے لئے مخصوص قطعہ چھوٹا ہے۔ جس پر حضورؓ نے فرمایا کہ گو مخصوص قطعہ چھوٹا ہے لیکن ایک قبر میں دو دو اور تین تین موصی بھی دفن ہو سکتے ہیں۔ اس لئے فی الحال بہشتی مقبرہ کا قطعہ مجوزہ کافی ہے''۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے پیش نظر ایک قبر میں دو دو تین تین موصیان کو اوپر تلے اکٹھے دفن کیا جاسکتا ہے۔

الغرض احادیث میں واضح طور پر ایسے ارشادات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ متوفیان میں سے دو دو تین تین کو عندالضرورت ایک قبر میں اکٹھے دفن کرنا جائز اور درست ہے اور شرعی لحاظ سے اس پر عمل کرنے میں کوئی روک نہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس امر کو جائز قرار دیا ہے۔

(رپورٹ مجلس افتاء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مجلس افتاء کی مندرجہ بالا سفارش کو مورخہ 24-11-1990 کو ان الفاظ کے ساتھ منظور فرمایا: ''منظور ہے مَیں تو پہلے ہی اس طرف مائل تھا''۔ اور حضورؒ نے اپنے دستخط ثبت فرمائے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے جس ارشاد کا رپورٹ میں ذکر کیا گیا ہے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

''انجینئروں سے یہ بھی مشورہ کر کے انتظام کیا جائے کہ ایک ایک قبر میں ایک کے بجائے تین قبریں ہوں۔ تہ خانہ کی صورت میں اس کے حصے بنے ہوئے ہوں اور ایک Slate پر سب نام لکھ دئے جائیں۔ یہ چیز جذباتی لحاظ سے بھی لوگوں پر زیادہ اثر کرے گی کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دی ہوئی جگہ میں آ گئے ہیں''۔

(تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 24)

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: احمدی مردوں کی ذمہ داریاں
از صفحہ نمبر 8

اعلیٰ معاشرے کے نمونے پیش کرنے ہیں۔ ہم تعلیم کے میدان میں خواہ کتنی بھی ترقی کر جائیں، اسلام کے احکامات کے فلسفے سے متعلق کتنی ہی دلنشین تقریریں کیوں نہ کریں، جب تک ہمارے قول کی تائید میں ہمارا عمل ایک نمونہ پیش نہ کر رہا ہو دنیا پر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ...... لیکن جہاں تک اسلامی معاشرے میں عورت کے مقام کا تعلق ہے، امر واقعہ یہ ہے کہ جب تک غیر معمولی طور پر پاکیزہ اور خوش حال اور جنت نشان سوسائٹی ہم پیدا نہیں کرتے اس وقت تک دنیا کی قومیں اس تعلیم کی طرف توجہ نہیں کریں گی۔ دنیا کی عورت کو یہ محسوس ہونا چاہیئے کہ احمدی عورت زیادہ خوش ہے اور زیادہ مطمئن ہے، اس کے گھر میں جنت ہے، اس کے پاؤں تلے جنت ہے، آئندہ نسلوں کو بھی وہ جنت کا پیغام دے رہی ہے اور موجودہ نسل کو بھی جنت کی طرف بلا رہی ہے۔ پاؤں تلے جنت ہونے کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ آئندہ نسلوں کے لئے وہ ایسی جنت کا سامان چھوڑ رہی ہے کہ ان کی پاکیزہ نسلوں کو دیکھ کر لوگ ان ماؤں پر سلام بھیجیں گے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کریں گے کہ بڑی ہی خوش قسمت مائیں تھیں جنہوں نے ایسے بچے پیدا کئے۔ پس اس نقطہ نگاہ سے مرد پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ لازماً مرد کو ادا کرنی چاہئیں۔ ...... جو مرد بنیادی انسانی حقوق ادا نہیں کر سکتا اور جس میں رحمت اور شفقت نہیں ہے وہ اسلام کی طرف منسوب ہونے کا اہل ہی نہیں ہے۔ ...... ایسا شخص تو انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں ہے کجا یہ کہ وہ اسلام کی طرف منسوب ہو اور اسلام بھی وہ جو آج احمدیت کی شکل میں دنیا کے سامنے نمودار ہوا ہے جس پر ابھی لمبا زمانہ نہیں گزرا۔ ...... جس اسلام کو جماعت احمدیہ پیش کرے گی لازماً اس کے نیک نمونے ساتھ لے کر چلے گی ورنہ ہمیں فتح نصیب نہیں ہوگی۔ ان بدنمونوں کو اپنے پہلو میں سمیٹ کر چلنے کی ہم میں طاقت نہیں''۔

(ماخوذاز: خطبہ جمعہ 21/جنوری 1983ء)

❁❁❁❁❁❁

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے زیر اہتمام منعقدہ پروگرام

دوسرا سالانہ نیشنل تبلیغ سیمینار 2009ء

(رپورٹ: لقمان مجوکہ۔ مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی)

محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو شعبہ تبلیغ کے تحت دوسرا نیشنل تبلیغی سیمینار مورخہ 24 تا 29 دسمبر 2009ء ناصر باغ گروس گیراؤ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس تبلیغی سیمینار کے لئے امسال ایک نصاب جرمن زبان میں تیار کیا گیا۔ اس نصاب میں مندرجہ ذیل پانچ موضوعات رکھے گئے تھے۔

1۔ ہستی باری تعالیٰ 2۔ حضرت محمد ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت 3۔ صداقت حضرت مسیح موعودؑ 4۔ وفات مسیحؑ 5۔ دنیا کے مختلف مذاہب میں عورتوں کا مقام۔

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر ایک Presentation بنا کر نصاب کے ساتھ لگا دی گئی تھی تا کہ لیکچر کے وقت شاملین اس پر ضروری نوٹس بھی لکھ سکیں۔

مختلف موضوعات کے لئے مندرجہ ذیل اساتذہ کی خدمات حاصل رہیں۔

1۔ مکرم وسیم غفار صاحب Public Relation and Tabligh۔ 2 مکرم میر لطیف صاحب۔ عیسائیت اور بائبل 3۔ مکرم مولانا اشرف ضیاء صاحب حضرت محمد ﷺ کی ازواج مطہراتؓ۔ 4۔ مکرم طارق کریم عارف صاحب۔ وجود باری تعالیٰ، 5۔ مکرم مولانا شمشاد احمد قمر صاحب۔ ختم نبوت،، وفات مسیحؑ، صداقت مسیح موعودؑ 6۔ مکرم حماد ہیرٹر صاحب Churh Organizations and Foundations Dealing with Women in World Religions

7۔ مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب Letter to News Papers Editors

ان لیکچرز کے علاوہ شاملین کو ایک ڈاکومنٹری دکھائی گئی جس کا عنوان "مسیح ہمالیہ میں" تھا اور جو ایک مقامی ٹیلی وژن چینل نے بنائی تھی۔ اس کے علاوہ ایم ٹی اے پر چلنے والے ایک پروگرام ''راہ ہدیٰ '' کی مختلف اقساط بھی دکھائی گئیں جن میں اسلام احمدیت پر ہونے والے مختلف سوالوں کے جوابات دیئے گئے تھے۔ چونکہ نیشنل تبلیغی سیمینار کے ساتھ ناصر باغ میں نیشنل تربیتی کلاس بھی منعقد ہو رہی تھی اس لئے بعض لیکچرز ایسے بھی تھے جن میں دونوں کلاسز کے شرکاء نے حصہ لیا۔ ان لیکچرز میں:

1۔ تعلق باللہ (مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب)
2۔ حسن اخلاق (مکرم محمود خان صاحب)
3۔ برکات خلافت (مکرم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب)
4۔ ترتیب قرآن کریم (مکرم نوید حمید صاحب)
5۔ شریک حیات کا چناؤ (مکرم مولانا اشرف ضیاء صاحب)

شامل تھے۔ مکرم حافظ عمران صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے تبلیغی سیمینار کے شرکاء کے ساتھ تربیتی موضوعات پر ڈسکشن راؤنڈ کیے۔ اس کے علاوہ طلباء کو محترم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کے ساتھ بھی ایک ڈسکشن راؤنڈ میں حصہ لینے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوسرے نیشنل تبلیغی سیمینار میں 41 خدام شامل ہوئے۔ للہ تعالیٰ کے خاص فضل کے ساتھ نیشنل تبلیغی سیمینار کا انعقاد ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء کے اخلاص، وفا، علم، صلاحیت، وقت اور ہمت میں بے پناہ برکت ڈالے اور آئندہ بھی ہمیشہ مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

❁❁❁❁

گوئٹے مالا (وسطی امریکہ) میں

دوسرے احمدیہ مشن کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ: عبدالستار خان۔ امیر و مبلغ انچارج گوئٹے مالا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کو اس ملک کے دوسرے بڑے شہر Quetzal-tenango میں نومبائعین کی تربیت اور دعوت الی اللہ کے کام کو وسعت دینے کے لئے نئے مشن ہاؤس کا افتتاح کرنے کی سعادت عطا فرمائی ہے۔ الحمدللہ۔

مورخہ 6/مارچ 2010ء کو افتتاحی تقریب سے قبل نئے مشن ہاؤس میں نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئیں۔

افتتاحی تقریب کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار (عبدالستار خان۔ امیر جماعت احمدیہ گوئٹے مالا) کو اپنا نمائندہ مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ خاکسار کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے اس کا آغاز ہوا۔ بعدازاں جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کے جنرل سیکرٹری مکرم داؤد گونسالس صاحب نے اس تقریب کی غرض و غایت بیان کرنے کے ساتھ اسلام اور احمدیت کا تعارف بھی پیش کیا۔

بعدازاں تین نومبائعین مکرم Dario صاحب، مکرم Eulalio صاحب اور مکرم Kamilo صاحب نے ''مَیں نے اسلام کیوں قبول کیا؟'' کے عنوان پر مختصر تقاریر کیں۔

اس کے بعد خاکسار نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد بتایا کہ اسلام محبت اور صلح و آشتی کا مذہب ہے۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے سلامتی کے شہزادہ تھے مگر افسوس کہ آج اسلام کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ ان کے ازالہ اور اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے اس سینٹر کا افتتاح کیا جا رہا ہے۔ اسلامی سینٹر کا مطلب ہے ''امن، محبت اور پیار کا مرکز''۔

بعدازاں مکرم ڈاکٹر وسیم احمد سید صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض بیان کی اور دعا کے ساتھ یہ بابرکت تقریب اختتام کو پہنچی۔

حاضرین کی ریفریشمنٹ کے دوران مہمانوں کے ساتھ تبلیغی مجلس سوال و جواب ہوتی رہی۔ کئی دوستوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ آج انہیں پہلی مرتبہ اسلام کی حسین اور پُرامن تعلیم کا پتہ چلا ہے اور یہ کہ وہ مزید معلومات کے لئے سینٹر آتے رہیں گے۔

اس تقریب میں قریباً پچاس مرد و خواتین نے شرکت کی جن میں احمدی نومبائعین کے علاوہ معززین شہر، وکلاء، تاجر اور مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔ نیز اس افتتاحی تقریب میں شمولیت کے لئے امریکہ (ہیوسٹن) سے مکرم ڈاکٹر ناصر احمد تنولی صاحب صدر جماعت ہیوسٹن، مکرم ڈاکٹر عطاء الرب صاحب اور مکرم ناصر حفیظ ملک صاحب ہیوسٹن اور مکرم ڈاکٹر وسیم احمد سید صاحب لاس اینجلس امریکہ سے تشریف لائے تھے۔

یہ نیا احمدیہ مشن شہر کے عین وسط میں نہایت خوبصورت جگہ پر دوسری منزل پر واقع ہے۔ جس کے دونوں اطراف سڑکیں ہیں۔ مشن کی بیرونی دیواروں پر دو بڑے بڑے خوبصورت بینرز پر ''احمدیہ مسلم سینٹر'' اور ایڈریس تحریر ہے جو دور سے دکھائی دیتا ہے۔

یہ سینٹر ایک بڑے ہال، آفس، لائبریری اور رہائشی کمرہ کے علاوہ تین واش رومز اور کچن پر مشتمل ہے۔

لائبریری میں مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم، منتخب آیات قرآنیہ اور مختلف زبانوں میں کتب و رسائل اور احادیث نبویہ رکھی گئی ہیں۔ ہال اور لائبریری کو بعض منتخب آیات قرآنیہ، احادیث اور تحریرات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر مشتمل خوبصورت چارٹس سے سجایا گیا ہے۔ مقامی احمدی احباب نے ہفتہ بھر خوب محنت کر کے تزئین و صفائی کا کام کیا۔ اس شہر میں درجن بھر نو احمدی احباب ہیں۔

اس سینٹر کا انچارج مقامی نو احمدی مکرم Dario صاحب کو مقرر کیا گیا ہے۔ انہیں جلسہ سالانہ یوکے 2009ء میں شرکت کرنے اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ بہت ہی فدائی اور مخلص داعی الی اللہ ہیں۔

آج کل یہ سینٹر عوام کی توجہ کا مرکز ہے۔

قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس نئے مشن کو تعلیم و تربیت کے مرکز کے علاوہ سعید فطرت روحوں کے جلد قبول حق کا باعث بنائے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: احمدیت ایک شعلہ جوّالہ
از صفحہ نمبر 12

صبر، دعا اور قربانی کے معیار کو بلند کرتی ہے۔

احمدیت نے اپنے متبعین کو احکام اسلام پر عمل پیرا کرنے کے لئے جو نظام عمل مرتب کیا ہے وہ اس قدر مضبوط ہے کہ خدا کے فضل سے کوئی بھی حقیقی احمدی اسلامی لائحہ عمل سے انحراف نہیں کر سکتا۔ اور ہمارے مخالفین بھی ہمیں کافر اور مرتد کہنے کے باوجود برملا اعتراف کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی اکثریت بڑی سختی سے احکامِ اسلام کی پابند ہے۔

سو احمدیت محض لفظی اسلام کا نام نہیں بلکہ عملی اور حقیقی اسلام کا نام ہے۔ وہ اسلام جو صدر اوّل میں غیر معمولی فعالیت کے باعث معلوم دنیا پر چھا گیا تھا اور آئندہ بھی احمدیت کے ذریعہ سے روحانی طور پر ساری دنیا پر چھا جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ سُنئے! حضرت بانئ جماعت احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''............ یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا۔ اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ سوائے سُننے والو! **ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔**''

احمدیت کے پاس خدا کے فضل سے ایک مضبوط نظامِ خلافت ہے اور ساری جماعت اپنے محبوب و واجب الاطاعت امام کے ہر ارشاد پر لبیک کہنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے۔ اور یہ نظامِ خلافت ہی کی برکت ہے کہ جماعت ہر قسم کے نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ وہ ایک ہاتھ پر اُٹھتی ہے اور ایک ہاتھ پر بیٹھتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جو جماعت خلافت علیٰ منہاج النبوت کا نظام رکھتی ہو اللہ تعالیٰ کی تائید و نُصرت اسے ضرور حاصل ہوتی ہے۔ یہی اسلام کے صدرِ اوّل کا تجربہ ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔

احمدیت کا نظامِ تبلیغ و اشاعت اس قدر وسیع اور اتنا مؤثر ہے کہ آج ساری دنیا میں بفضلہ تعالیٰ احمدیہ تبلیغی مشنوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ ہمارے قدم دنیا کے تمام ملکوں میں مضبوطی سے جم چکے ہیں۔ اور وہ تخم ریزی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوئی تھی، وہ تمام بیج پھُوٹ نکلے ہیں نئی نئی کونپلیں اور نئی نئی شاخیں نکل رہی ہیں۔ اور قوموں کی قومیں احمدیت کے شجر سایہ دار کے تلے آرام کرنے کے لئے بڑھی چلی آرہی ہیں اور خُدا کی قسم وہ وقت بہت قریب ہے جب احمدیت اور حقیقی اسلام ہی ساری دنیا کا مذہب ہوگا۔

اِن شآء اللہ تعالیٰ۔

(بدر 18 تا 25/دسمبر 1969ء)

❁❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

احمدیّت ـــ ایک شُعلۂ جوّالہ

(تحریر: چوھدری فیض احمد صاحب گجراتی۔ مرحوم)

مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی (مرحوم) درویش قادیان کا ایک مضمون جو''احمدیت میری نظر میں'' کے عنوان سے اخبار بدر، قادیان 18 تا 25 دسمبر 1969 کے شمارہ میں شائع ہؤا، ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ یاد رہے کہ جماعتی ترقی اور مالی قربانیوں وغیرہ کے جو اعداد و شمار اس مضمون میں درج ہیں وہ آج سے قریباً چالیس سال قبل کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اب ترقی کے بہت بلند مقام پر ہے۔ اس مضمون کے پہلے جملہ ''احمدیّت ایک شُعلۂ جوّالہ ہے'' کی مناسبت سے اسے نیا عنوان دیا ہے۔ امید ہے کہ یہ مضمون مکرم چوہدری صاحب (مرحوم) کے لئے دعا کی تحریک کا باعث بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات اعلیٰ علیین میں بلند سے بلند تر فرمائے اور اپنی خاص جوار رحمت میں جگہ دے۔ (مدیر)

بجھتی و سرد ہوتی ہوئی راکھ کے ڈھیر میں کچھ ننھی سی دم توڑتی چنگاریاں گاہے گاہے جب ہوا کے اشتعال سے جھلملا اُٹھتی تھیں تو زندگی کی رمق کا ایک خوابیدہ سا احساس ہوتا تھا۔ ورنہ سارا ماحول شدید افسردگی کے چنگل میں تھا۔ چنگاریوں میں کیفیتِ شعلگی دم بدم معدومی کی طرف مائل تھی اور یوں معلوم ہو رہا تھا کہ وہ آنکھ مچولی کھیلتی ہوئی چنگاریاں چند ہی لمحات میں اُسی بجھتی ہوئی راکھ کا ایک جُزو بن جائیں گی۔

کچھ لوگ راکھ کے اس ڈھیر کے اردگرد کھڑے تھے۔ بعض کے چہروں پر مسرّت اور شگفتگی کے آثار تھے۔ جب کوئی چنگاری دم توڑتے ہوئے ایک آخری چشمک کے ساتھ موت کی ہچکی لیتی تھی تو اُن کے چہروں بُشروں پر مسرّت اور بہجت کی ایک لہر دوڑ جاتی تھی۔

انہی لوگوں میں ایک پادری بھی لمبی عبا پہنے کھڑا تھا۔ جب کوئی چنگاری موت سے ہمکنار ہوتی وہ کھلکھلا کر ہنستا اور قہقہے لگانا شروع کر دیتا تھا۔ یکا یک اس نے ایک فاتحانہ سے انداز میں اپنا بازو ہوا میں لہرایا اور ایک کڑک دار آواز سے حاضرین کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے یوں سرمن (Sermon) دینا شروع کیا:۔

''اب مَیں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج ایک طرف لبنان پر ضَوفگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال پیش خیمہ ہے اُس آنے والے انقلاب کا جب قاہرہ، دمشق اور طہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے۔ حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں بھی پہنچے گی۔ اس وقت خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکّہ کے شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا اور بالآخر وہاں اس حق و صداقت کی منادی کی جائے گی کہ "ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تُجھ خدائے واحد اور یسوع مسیح کو جانیں جسے تُو نے بھیجا ہے۔''

(بیروز لیکچرز صفحہ 42)

عبا پوش پادری کا یہ تعلّی آمیز دعویٰ سُن کر مسرور چہرے اور زیادہ مسرور ہو گئے۔ پادری کے بلند بانگ دعویٰ کی صدائے بازگشت دیر تک فضا میں گونجتی رہی۔ اسی مجمع میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کے چہروں پر افسردگی اور پژمُردگی مُسلّط تھی۔ وہ جب کسی چنگاری کی موت کا مشاہدہ کرتے، اُن کے چہروں پر افسردگی اور بھی بڑھ جاتی تھی۔ پادری کی تعلّیاں سُن کر تو اُن کی آنکھیں نمناک ہو گئیں۔ اُن میں سے ایک نے پادری سے پوچھا" آپ کا نام؟" پادری نے سینہ تان کر اپنا نام بتایا''ڈاکٹر جان ہنری بیروز''!

پھر ایک اداس اور مغموم سے انسان نے مجمع کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اُس کی آواز میں درد اور سوز کی جھلک تھی۔ اُس کی آنکھوں کے کونے بھیگے ہوئے تھے۔ اُس نے ایک خوف اور سراسیمگی کی کیفیت کے ساتھ ایک بیاض جیب سے نکالی اور پُرسوز لَے میں ایک مرثیہ پڑھنا شروع کیا۔ مرثیے کے ابتدائی اشعار سُن کر ہی پادری اور اس کے ہمنواؤں کے قہقہے اور بلند ہو گئے اور افسردہ چہروں کی افسردگی اور بڑھ گئی۔ اور مرثیہ پڑھا جاتا رہا ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی
پھر اک باغ دیکھے گا اُجڑا سراسر
جہاں خاک اُڑتی ہے ہر سُو برابر
نہیں تازگی کا کہیں نام جس پر
ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر
چمن میں ہَوا آ چکی ہے خزاں کی
پھری ہے نظر دہر سے باغباں کی
صدا اور ہے بُلبلِ نغمہ خواں کی
کوئی دم میں رحلت ہے اب گلستاں کی

لوگوں نے شاعرِ مغموم سے پوچھا:

''آپ کا نام؟'' شاعر نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا ''میرا نام الطاف حسین حالی ہے''۔ ایک دردمند دل رکھنے والے نے کہا ''مولنا! مرثیہ تو مُردوں کا پڑھا جاتا ہے۔ کیا آپ نے واقعی اسلام کو مُردہ سمجھ لیا ہے؟ مولانا نے فرمایا۔''اس کا اندازہ راکھ کے اس ڈھیر کو دیکھ کر تم خود کر لو۔ میرے دل میں ایک تڑپ تھی جسے میں نے الفاظ کے قالب میں ڈھال کر آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔''

مایوسی کا یہی ماحول تھا۔ قنوطیت اسی طرح سارے ماحول پر پنجے گاڑے اُسے افسردہ کئے ہوئے تھی۔ یاسیت گزیدہ اور کمزور دل مسلمان اسی طرح مرثیے پڑھ رہے تھے۔ اہلِ اسلام میں سے دردمند دل رکھنے والے ایک آس دلوں میں لئے کسی معجزہ کے انتظار میں آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے وہ دور از امکان عجمی روایات کی بناء پر داعیٔ عیسائیت کو اسلام کا نجات دہندہ یقین کر کے قریباً 1900ء سال قبل کے فوت شدہ ایک نبی کی دوبارہ آمد کے منتظر تھے کہ امتِ مرحومہ کی اصلاح اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا عظیم کام ایک اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول مکرّر سے وابستہ ہے۔ وہ نادان عقلِ سلیم سے اِس قدر عاری تھے کہ اتنی موٹی سی بات بھی نہیں سمجھتے تھے کہ ایک نبی دو مذاہب کا داعی نہیں ہو سکتا۔

یہی قنوطیت زدہ ماحول تھا کہ اسی بجھتی سرد ہوتی ہوئی راکھ کی بے جان چنگاریوں میں سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق یکا یک ایک شُعلۂ جوّالہ بلند ہؤا۔ جس کی تیز روشنی اور حرارت نے آناً فاناً آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دی اور ماحول میں گرمی پیدا کر دی وہ اسلام جسے راکھ کا بے جان ڈھیر سمجھ کر ابھی چند لمحے قبل پادری صاحب بغلیں بجا رہے تھے اور یاسیت زدہ مسلمان ناامیدی کے بحرِ بے کراں میں غوطے کھا رہے تھے۔ اب مسیح دوراں کے دم سے بصورتِ شُعلۂ جوّالہ بلند ہو کر فضا میں روشنی بکھیر رہا تھا اور اسی روشنی کے اندر سے ایک نہایت پُرشوکت آواز آ رہی تھی:

مَیں ہوں وہ نورِ خدا جس سے ہوا دِن آشکار

یہی وہ شُعلہ ء جوّالہ ہے جسے ہم احمدیت کا نام دیتے ہیں۔

احمدیت جو قادیان کی گمنام بستی سے بے سرو سامانی کی حالت میں آج سے (یعنی 1969ء سے۔ ناقل) اسّی سال قبل اُٹھی اور ایک قلیل اور غریب جماعت کی قُربانیوں کے دوش پر سوار ہو کر آفاقِ عالم کو چھو چکی ہے۔ اور مذہبی دنیا میں ایک نمایاں مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ اور خدا کے فضل سے ہم تیزی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور ہماری منزل ہمارے استقبال کے لئے ہماری طرف بڑھی چلی آ رہی ہے۔

سو **احمدیت** ایک شُعلۂ جوّالہ ہے ان معنوں میں کہ جو بھی شخص اس میں داخل ہوتا ہے وہ اپنی تمام ذاتی خواہشات اور ضروریات اس شعلے کی تیز آنچ میں جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ اور اس شعلے کی حرارت اپنے رگ و ریشہ میں بھر لیتا ہے۔

احمدیت ایک پیغام ہے جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے آسمان سے تائیداتِ الٰہی کے ساتھ نازل ہوا ہے۔

احمدیت ایک صُورِ اسرافیل ہے جو روحانی مُردوں کے اندر زندگی کی رمق پیدا کر کے میرے جیسے لاکھوں لُولوں لنگڑوں کو سرپٹ بھاگنے کی توانائی بخش چکا ہے۔ اور یہ عمل قیامت تک جاری رہے گا۔

احمدیت ایک التہابِ ایمانی ہے جو قلوب کی گہرائیوں میں دین اسلام کی خدمت و اشاعت کے لئے ایک سوز اور تڑپ پیدا کرتا ہے۔

احمدیت ایک نام ہے اسلام کا جو محض ایک امتیازی علامت کے طور پر اس لئے اختیار کیا گیا ہے کہ اس کے متبعین آج کی مادی دنیا میں اشاعتِ اسلام کے لئے والہانہ رنگ میں بے مثال قربانیاں کر رہے ہیں اور اپنے بیوی بچوں کے منہ سے روٹی کے ٹکڑے چھین کر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی خاطر مرکزی خزانے بھر رہے ہیں!

جس طرح جنگ کے ایام میں شدید زخمیوں کو خون دینے کے لئے حکومتیں یہ انتظام کرتی ہیں کہ بلڈ بنک (Blood Bank) کھول دیئے جاتے ہیں اور اہلِ درد لوگ اپنی شریانوں کا خون زخمیوں کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح اسلام جو چاروں طرف سے اعداء کی تیر اندازی سے شدید زخمی ہو چکا تھا احمدیت اس کا بلڈ بنک ہے۔ اسلام، شدید زخمی اسلام کو ضرورت تھی کہ اس کے نام لیواؤں میں سے اہلِ درد لوگ آگے آئیں اور اپنی شریانوں کا گرم اور جوش کھاتا ہؤا خون اس کے جسم میں داخل کریں۔ سو ایسے لوگ جنہوں نے یہ پیشکش کی کہ ہم اپنے خون کا ایک ایک قطرہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے نچڑوانے کو تیار ہیں وہ احمدی کہلائے۔ انہوں نے زندگی بھر کے لئے اپنی فصدیں کھلوالیں۔ اور خالی بوتلیں ان کے بازوؤں سے بندھی رہتی ہیں۔ اور ہر ماہ خون سے بھر کر بلڈ بینک یعنی''احمدیت کے مرکز میں'' پہنچ جاتی ہیں۔ اپنی شریانوں کا گرم خون ایک جذبے، شوق اور اُمنگ کے ساتھ دینے والے لوگ احمدی کہلائے۔

مَیں اپنے ہر مخاطب سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا اس وقت دنیا میں کوئی اور بھی ایسی جماعت ہے جو دنیا میں سب سے چھوٹی ہو مگر قربانی کے میدان میں اپنا ثانی نہ رکھتی ہو۔ جس کا بقدر 200 روپیہ ماہوار پانے والا ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ اپنے مرکز کو پینتیس، چالیس روپیہ مختلف مدات میں ادا کرتا ہو۔ اور زندگی بھر اس معیار کو قائم رکھے۔

اشاعتِ اسلام کے لئے جماعت احمدیہ کی قربانیوں کے اس بلند معیار کو دیکھ کر بھی نادان لوگ ہمیں کافر و مرتد کے خطابات عطا کرتے ہیں۔ ہمیں ان خطابات پر غصہ نہیں آتا۔ بلکہ ان لوگوں پر رحم آتا ہے جو اپنے گُم کردہ راہ اور بے عمل علماء کے بہکاوے میں آ کر احمدیت کی صداقت کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے جہاد سے پہلوتہی کر رہے ہیں۔ اور یوں وہ اپنی نادانی سے اسلام کی آخری فتح کو تاخیر میں ڈال رہے ہیں۔ بلکہ افسوس کا مقام ہے کہ ان نادانوں نے اپنی بھی اور ہماری بھی بہت سی طاقت جو ہم سب مل کر اسلام کے دفاع کے لئے خرچ کر سکتے تھے، ضائع کر دی ہے۔ کاش! وہ احمدیت کے آسمانی پیغام کو سمجھتے اور ہمارے ساتھ مل کر اسلام کی سربلندی کے لئے روحانی جہاد کرتے اور اللہ تعالیٰ کے ابدی فضلوں کے وارث بنتے ......!!

سو جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے احمدیت کا قیام اس زمانہ میں ہؤا جبکہ اسلام چاروں طرف سے اپنے مخالفین اور معاندین کے شدید حملوں کا شکار ہو کر سخت مایوسی اور افراتفری کے عالم میں تھا۔ حضرت سید احمد بریلویؒ نے تھوڑا ہی عرصہ قبل ایک بے پایاں خلوص اور دردِ دل کے ساتھ اسلام کے دفاع کے لئے جو پُرجوش جہاد شروع کیا تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ اور اب عالمِ اسلام کلّی طور پر عالمِ انحطاط میں تھا۔

یہی زمانہ تھا جب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا بیڑا اُٹھایا۔ اور اسلام کی خاطر جان، مال، عزت اور وقت قربان کرنے والی ایک جماعت پیدا کی۔ ایک ایسی جماعت جس کا ہر فرد نشّۂ حُبّ اسلام سے سرشار تھا۔ یہ جماعت انگلیوں پر گنے جانے کی حد تک قلیل تھی۔ اور اس کی قلت کو دیکھ کر مخالفین تمسخر، استہزاء اور حقارت کے مظاہرے کرتے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجّت اور برہان کے رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور

اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا............مَیں تو صرف ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ **بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔''** (تذکرۃ الشہادتین۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 66-67)

اور آج اس پیشگوئی کروانے والے کی، پیشگوئی کرنے والے کی اور خود اس پیشگوئی کی صداقت ہمارے سامنے ہے۔ اور ہم خدا کی قسم کھا کر اقرار کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی اپنے ایک ایک لفظ کے ساتھ پوری ہو چکی ہے اور ہوتی رہے گی تا آنکہ اسلام اپنے دلائل اور براہین کی رو سے ساری دنیا پر غالب آجائے۔

آج کون ہے جو اس حقیقت کا انکار کر سکے کہ احمدیت ایک ننھے اور حقیر سے بیج کی شکل میں تھی، آج اس کی شاخیں بڑی مضبوطی کے ساتھ اکنافِ عالم میں قائم ہو چکی ہیں۔ اور دنیا کے اکثر ممالک میں ہمارے تبلیغی مشن ایک غیر معمولی فعالیت کے ساتھ دن رات اشاعتِ اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ اور ہمیں کافر اور مرتد قرار دینے والے آج بھی بدستور خوابِ خرگوش میں ہیں۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ جس کی ساری تعداد آج (یعنی 1969ء میں۔ناقل) دنیا میں اسّی، نوّے لاکھ کے درمیان ہے یہ قلیل جماعت اتنی بڑی دنیا میں روحانی انقلاب کس طرح برپا کر سکے گی؟

سوال واقعی اہم ہے لیکن یہ بدگمانی تو وہ روزِ ازل سے کر رہے ہیں۔ جبکہ احمدیت صرف دو چار افراد کی جماعت تھی۔ وہ نہیں جانتے یا نہیں جاننا چاہتے کہ برگد کے حقیر سے بیج کو منہ کی پھونک سے گزوں دور پھینکا جا سکتا ہے لیکن جب وہ بیج پھوٹ کر بڑھتا ہے تو کچھ عرصہ کے بعد ہزاروں اس کے سائے تلے آرام کرتے ہیں۔

آج کا وہ مخالف جو آج سے (یعنی 1969ء سے۔ ناقل) اَسّی سال قبل جوان تھا اور اس نے احمدیت کی مخالفت میں سرگرم حصہ لیا تھا، اگر آج بھی بقائمی ہوش وحواس زندہ ہو اور دل میں خوف خدا رکھتا ہو تو وہ اقرار کرے گا کہ احمدیت نے مخالفت کی بپھری ہوئی آندھیوں اور خون کی ندیوں میں سے اپنا راستہ بنایا۔ اور تلواروں کا جواب مظلومیت، محبت اور دلائل سے دیتی ہوئی کامرانی کی شاہراہ پر چل نکلی۔ ! ہندوستان کے علماء، گدی نشینوں، سجادہ نشینوں اور پیروں نے انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی احمدیت کو بیخ وبُن سے اکھاڑ پھینکنے کے منصوبے بنائے اور دعوے کئے کہ وہ اس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ احمدیت اتنی بڑی بارسوخ طاقتوں کا مقابلہ کرنے کی تاب نہیں رکھتی۔ پھر آخر وہ کونسی طاقت تھی جس نے ان تمام مخالفین کی ساری طاقتوں کو توڑ کر رکھ دیا؟ کیا وہ طاقت خدائے عرش کے علاوہ کوئی اور بھی ہو سکتی ہے !؟ پھر کیا یہ یقین کرنے کے قرائن موجود نہیں کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی ساری طاقتوں کے ساتھ احمدیت کی پُشت پناہ ہے۔ ورنہ خدا کی قسم ہمیں برملا اعتراف ہے کہ ہم بہت زیادہ کمزور ہیں اور کسی بھی پارٹی کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ لیکن اس اعتراف کے ساتھ ہمارے دل اس یقین سے لبریز ہیں کہ ہمارا ساری طاقتوں کا مالک خدا ہمارے ساتھ ہے اور احمدیت کے ساتھ جو بھی ٹکرائے گا ہمارا طاقتور خدا خود اُس کے مقابلے پر آئے گا۔ ہمیں اس کے وعدوں اور تائید و نصرت پر پورا ایمان ہے۔ ہمارے مخالفین نے بارہا ہماری بے دست و پائی سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت نہ دی۔ یہ ہم نہیں کہتے بلکہ وہ خود کہتے ہیں جو اِن احزاب میں شامل تھے جنہوں نے احمدیت کو صفحہءگیتی سے نابود کر دینے کی قسمیں کھائی تھیں۔ دیکھئے تو ! اس سے زیادہ واضح اعتراف کون کرے گا :۔

''ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا۔ لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی ہے۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی۔ سید سلیمان منصور پوری۔ مولانا محمد حسین بٹالوی۔ مولانا عبدالستار غزنوی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری۔ اور دوسرے اکابر...... کے بارہ میں ہمارا حُسنِ ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے۔ اور اُن کا اثر و رسُوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔ اگرچہ یہ الفاظ پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے اور قادیانی اخبارات و رسائل بھی چند دن اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے رہیں گے لیکن اس کے باوجود ہم اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے۔ تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کے کام کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو رُوس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں (گزشتہ ہفتہ رُوس اور امریکہ کے دو سائنسدان ربوہ وارد ہوئے) اور دوسری جانب 1952ء کے عظیم ترین ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا 56-1955ء کا بجٹ پچیس لاکھ روپیہ کا ہو۔''

(المنبر 23/ مارچ 1954ء)

مولانا عبدالرحیم اشرف صاحب مُدیر المنبر لائلپور نے اوپر کے اقتباس میں اپنے واجب الاحترام بزرگوں کی جو فہرست دی ہے اس میں شاید وہ سہواً مولانا ظفر علی خانصاحب اور سید عطا اللہ شاہ صاحب بخاری کے نام درج نہیں کر سکے حالانکہ اُن کی شخصیتیں بھی پہاڑوں سے کم نہ تھیں اور ان دونوں نے علی الترتیب اپنے اخبار اور اپنی شعلہ بیانی کے ساتھ ایک طویل عرصہ تک احمدیت کے خلاف ہندوستان کے طول وعرض میں ایک آگ بھڑکائے رکھی۔

پھر مولانا عبدالرحیم اشرف صاحب کا یہ اقتباس تو 1954ء کا ہے جس میں جماعت احمدیہ کے 56-55ء کے بجٹ کا ذکر انہوں نے حیرت کے ساتھ فرمایا ہے لیکن اب ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں یہ خوشخبری دینے کی پوزیشن میں ہیں کہ 70-1969ء میں ہمارا بجٹ 90 لاکھ سے بھی بڑھ چکا ہے۔ الحمدللہ۔ لیکن ابھی تو ہماری جماعت غریب عوام پر مشتمل ہے۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد راک فیلروں، ٹاٹاؤں اور احمدی برلاؤں کو مبارکباد دینے والے ہیں۔ دنیا کی نظر میں یہ بات انہونی ہو تو ہو لیکن ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ ایسا ضرور ہو گا۔ بلکہ بڑے بڑے بادشاہ اور سربراہانِ ممالک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے کے لئے قطاریں لگائے انتظار گاہوں میں بیٹھے ہوں گے انشاء اللہ۔

ہاں تو مَیں یہ عرض کر رہا تھا کہ جیسا کہ مولانا محمد اشرف صاحب نے خُود اعتراف کیا ہے مذکورہ بالا اقتباس والے تمام علماء نے گویا اپنی زندگیاں احمدیت کی مخالفت کے لئے وقف کر رکھی تھیں۔ اور وہ پورے متحدہ ہندوستان میں بے حد اثر و نفوذ رکھتے تھے اور کروڑوں لوگ ان کے تابع فرمان تھے۔ اور یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ان کروڑوں ہی لوگوں نے اپنی اپنی جگہ احمدیت کو مٹا دینے کے لئے اپنے تمام ذرائع خرچ کئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت نے ہر موقع پر احمدیت کی حفاظت کے سامان پیدا فرمائے۔

پس میری نظر میں احمدیت خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھوں کا لگایا ہوا پودا ہے جو مخالفت کی تیز و تند آندھیوں اور ہمہ گیر طوفانوں کا مقابلہ کرتا ہوا بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس کی شاخیں خدا کے فضل سے دنیا کے ہر حصے میں نہایت مضبوطی سے قائم ہو چکی ہیں۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اپنی جماعت کے سر پر تسلی آمیز ہاتھ رکھتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

''یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا...... وہ سب لوگ جو آخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی۔ اور دنیا ان سے سخت کراہت سے پیش آئے گی وہ آخر **فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔''** (الوصیت)

اس عظیم الشّان پیشگوئی کا ایک ایک لفظ ہم نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا ہے۔ ہم نے بیج کو اُگتے دیکھا۔ مصائب کے زلزلوں میں اسے پنپتے دیکھا۔ اور حوادث کی آندھیوں میں اسے بڑھتے دیکھا۔ قوموں نے ہم سے ہنسی اور ٹھٹھا بھی کیا۔ اور سخت کراہت آمیز سلوک بھی کیا۔ اور دنیا کا کونسا ظلم ہے جو ہم پر روا نہیں رکھا گیا۔ اور نئے سے نیا ظلم ایجاد کر کے ہمیں اس کا تختہءمشق نہیں بنایا گیا۔ ! وہ سانحاتِ دلدوز کب بھلائے جا سکتے ہیں جب ہماری میتوں کو بھی کافر قرار دے کر قبروں سے نکال کر باہر پھینک دیا جاتا تھا۔ اور چیلیں کوّے اور گدھ اُن کی بوٹیاں نوچا کرتے تھے۔ زندہ رہنا بھی ہمارے لئے دوبھر تھا۔ اور موت اس سے بھی زیادہ پریشان کُن تھی۔ اس حقیقی، تلخ اور دردناک واردہ سے کون انکار کر سکتا ہے کہ درجنوں احمدیوں کی بیویاں محض اس لئے ان بیچاروں سے جبراً چھین لی گئیں کہ شوہر احمدی ہونے کی وجہ سے کافر ہو گیا ہے اور نکاح ازخود فسخ ہو گیا ہے۔ اس ''کافر'' شوہر اور اس کی مومنہ بیوی کے بچے حلوہ خور ملّاؤں کے فتویٰ کی زد میں آکر والدین کے جیتے جی یتیم ہو جاتے تھے۔ ہندوستان کے لاکھوں دیہات کی وہ کونسی گلی اور نُکڑ ہے جہاں ناکردہ گناہ احمدیوں کو گالیاں نہ دی گئی ہوں۔ اور اس ملک کی وہ کونسی مسجد ہے جہاں احمدیوں کا داخلہ ممنوع قرار نہ دیا گیا ہو۔ مشرقی پنجاب میں اب بھی ایسی مسجدیں موجود ہیں جن کے بیرونی دروازوں پر جلی حروف میں لکھا رہتا ہے کہ ''یہاں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے''۔ بلکہ بٹالہ میں پانی کی ایک سبیل تھی جہاں ہندو مسلم سکھ عیسائی سبھی پانی پیتے تھے لیکن ممانعت تھی تو صرف قادیانیوں کے لئے !!

غرض ایسا دور تو ہم پر کوئی گزرا ہی نہیں جب نئے سے نیا ظلم ایجاد کر کے ہمیں اس کا تختہءمشق نہیں بنایا گیا۔ لیکن جماعت احمدیہ پر ظلم وستم کی جس قدر یورشیں ہوئیں اللہ تعالیٰ نے اسی قدر اسے صبر کے بلند مقام پر کھڑا ہونے کی توفیق بخشی اور اپنے اس وعدے کو پورا فرمایا کہ **اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْن**۔

سو احمدیت کا ایک امتیازی مقام یہ ہے کہ وہ صبر اور دُعا کے طارمِ اعلیٰ پر قائم ہے۔ اور حوادث کے زلزلوں میں اللہ تعالیٰ نے اس کے متبعین کو صبر کا سبق یاد رکھنے کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائی ہے۔ اتنا صبر کہ اُن کے صبر کو دیکھ دیکھ کر ظلم و تعدّی کو شرمسار ہونا پڑ جاتا رہا ہے اور بقولِ شاعر ؎

ہماری سخت جانی سے ہوا شل ہاتھ قاتل کا
سرِ مقتل بھی ہم نے کر لیا دارالاماں پیدا

لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے صبر کے شیریں ثمرات بھی پیدا فرمائے۔ اور ہر نئے ظلم کے خاتمہ پر ہماری جماعت نے ترقی کی ایک نئی منزل پائی اور فتح و نُصرت کے دروازے ہم پر کھلتے چلے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہمیں صبر اور ایمان کی زیادتی بخش کر پورا ہوتا رہا۔ اور یہی تو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا تھا۔ یعنی :۔

''سب لوگ جو آخیر تک صبر کریں گے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی۔ اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی۔ اور دنیا اُن سے سخت کراہت سے پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہوں گے۔ اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔''

اور خدا جانتا ہے کہ ہم مصائب کے ان زلزلوں اور حوادث کی ان آندھیوں اور ہنسی ٹھٹھا کرنے والی قوموں کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ہمیں فتح و برکت کے دروازوں سے قریب کیا۔ احمدیت حوادث و مصائب کے طوفانوں سے گھبرا نہیں جاتی بلکہ اپنے

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

حضرت قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانویؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 10/مارچ 2008ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے حضرت قاضی خواجہ علی صاحب لدھیانویؓ کے حالات زندگی شامل اشاعت ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت حاصل کرنے والے آٹھویں شخص تھے۔

حضرت قاضی خواجہ علی صاحب ’’براہین احمدیہ‘‘ کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے ارادتمندوں میں شامل ہوگئے۔آپ کے آباء واجداد کو نواب صاحب مالیر کوٹلہ نے یوپی سے بلاکر اپنی ریاست میں پیش امام مقرر کیا تھا اور گزارہ کے لئے جاگیر بھی عطا کی تھی چنانچہ آپ کے والد بزرگوار ایک عرصہ تک پیش امام رہے۔حضرت قاضی صاحب کی ابتدائی تعلیم سکول میں ہوئی اس کے علاوہ آپ کو عربی، فارسی اور دینیات کا بھی علم کافی تھا۔پھر آپ پولیس میں بھرتی ہوگئے اور جگراؤں ضلع لدھیانہ میں محرر سارجنٹ مقرر ہوئے۔ جلد ہی تفتیش کے معاملات میں آپ قابل افسروں میں شمار ہونے لگے۔لیکن اِس ملازمت کو آپ نے پسند نہ کیا اور باوجود افسرانِ بالا کے استعفیٰ منظور نہ کرنے کے، ملازمت چھوڑ دی اور مالیر کوٹلہ اور فیروزپور کے درمیان مسافروں اور ڈاک وغیرہ کی ترسیل کا کام شکرم کے ذریعہ شروع کیا۔آپ کے دفتر اور گھر پر روزانہ مباحثہ اور مذہبی گفتگو رہتی تھی۔طبیعت نہایت سادہ تھی، محنتی اور نہایت بارعب آدمی تھے۔

حضرت قاضی صاحب نے حضورؑ کی خدمات میں ایک مثالی نمونہ قائم فرمایا۔’’براہین احمدیہ‘‘ کی اشاعت میں آپ نے بہت سعی کی۔اگرچہ حضورؑ نے اہل لدھیانہ کے اصرار پر 1882ء میں لدھیانہ آنے کا وعدہ کیا ہوا تھا لیکن یہ سفر 1884ء میں ممکن ہوسکا۔ اس سفر میں نہ صرف تمام وقت آپؓ نے اپنی شکرم خدمت اقدسؑ میں وقف کئے رکھی بلکہ حضورؑ کی دعوت بھی کی۔ اسی سال اکتوبر میں حضورؑ دوبارہ لدھیانہ تشریف لائے۔ اور نواب محمد ابراہیم علی خانصاحب آف مالیر کوٹلہ کی والدہ کی درخواست پر مالیر کوٹلہ بھی دعا کے لئے تشریف لے گئے۔اس سفر کے دوران بھی حضرت قاضی صاحب نے اپنی شکرم پیش کئے رکھی۔

حضرت قاضی صاحبؓ کو 23 مارچ 1889ء کو آٹھویں نمبر پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ 27دسمبر 1891ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقد ہونے والے پہلے جلسہ سالانہ میں شامل تھے۔’’آسمانی فیصلہ‘‘ میں حضورؑ نے آپؓ کا نام 49ویں نمبر پر تحریر فرمایا ہے۔ دوسرے جلسہ سالانہ 1892ء میں بھی شامل ہوئے اور ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ میں 75ویں نمبر پر آپؓ کا نام موجود ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے ’’ازالہ اوہام‘‘ میں آپ کی نسبت تحریر فرمایا: ’’حبی فی اللہ قاضی خواجہ علی صاحب۔ قاضی صاحب موصوف اس عاجز کے ایک منتخب دوستوں میں سے ہیں محبت وخلوص ووفا وصدق وصفا کے آثار اُن کے چہرہ پر نمایاں ہیں خدمت گزاری میں ہروقت کھڑے ہیں وہ ان اولین وسابقین میں سے ہیں...... وہ ہمیشہ خدمت میں لگے رہتے ہیں اور ایام سکونت لدھیانہ میں جو چھ چھ ماہ تک بھی اتفاق ہوتا ہے ایک بڑا حصہ مہمانوازی کا خوشی کے ساتھ وہ اپنے ذمہ لے لیتے ہیں اور جہاں تک اُن کے قبضہ قدرت میں ہے وہ ہمدردی اور خدمت اور ہر ایک قسم کی غمخواری میں کسی بات سے فرق نہیں کرتے اور اگرچہ وہ پہلے ہی سے مخلص باصفا ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اب وہ زیادہ تر قریب کھینچے گئے ہیں...... اور میری دانست میں وہ ان مراحل کو طے کر چکے ہیں جن میں کسی خطرناک لغزش کا اندیشہ ہے۔‘‘

حضورؑ کے ایک عربی مضمون ’’ذکر بعض الانصار۔ شکرًا لنعمة اللّٰه الغفار‘‘ میں بھی آپؓ کا نام موجود ہے۔ نیز کتاب ’’آریہ دھرم‘‘ اور ’’کتاب البریہ‘‘ میں درج فہرستوں میں بھی آپ کا نام شامل ہے۔ جون 1897ء میں قادیان میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی منایا گیا جس کے شاملین کے اسماء حضورؑ نے ’’تحفہ قیصریہ‘‘ میں درج فرمائے۔آپؓ کے نام کے ساتھ آپ کے پانچ روپے کا چندہ کا بھی ذکر ہے۔

حضرت قاضی صاحبؓ ایک ذہین، باریک بین اور صاحب فراست بزرگ تھے۔پُرجوش داعی الی اللہ بھی تھے۔لدھیانہ میں موجود آپ کا شکرموں کا اڈا حضرت مسیح موعودؑ کے تذکرے کا سٹیج تھا۔ زیارتِ حضرت اقدسؑ کے لئے اپنے خرچ پر احباب کو قادیان بھی لاتے۔ رمضان 1905ء میں جب حضورؑ دہلی سے واپسی پر لدھیانہ میں ٹھہرے تو مکان میں پہنچ کر آپؓ نے حضورؑ سے عرض کیا کہ حضور یہاں مولویوں نے حضور کی نسبت بہت سی غلط باتیں مشہور کر رکھی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ نعوذ باللہ حضور کو کوڑھ ہوگیا ہے جس کی وجہ سے ہروقت ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں جرابیں اور چہرے پر نقاب رکھتے ہیں چاہتا ہوں کہ باہر برآمدہ میں کرسی بچھا دوں اس پر حضور تشریف رکھیں۔حضورؑ نے اِس مشورہ کو پسند فرمایا اور پھر وہاں آکر لوگ مصافحہ کرتے رہے۔

اپریل 1910ء میں لنگرخانہ کے مہتمم حضرت حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کی وفات پر حضرت خلیفہ اوّلؓ نے حضرت قاضی صاحب کو یہ ذمہ داری سنبھالنے کا ارشاد فرمایا چنانچہ آپ اپنی عمر کے آخری حصہ میں اس کام کو نہایت محنت اور امانت کے ساتھ بجالائے۔

آپ نے 24/اگست 1912ء کو لدھیانہ میں وفات پائی، جنازہ قادیان لایا گیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

آپؓ کی وفات پر حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ نے لکھا کہ قاضی خواجہ علی صاحبؓ کے اخلاص ومحبت ان کی ارادت ووفا کے متعلق میرا کچھ لکھنا بے سود ہے جبکہ حضرت امام المتقین نے متعدد جگہ اپنی تصنیفات میں ان کا ذکر کیا ہے۔لودھانہ کی جماعت پر ناراضگی کا ایک سبب پیدا ہوگیا اس موقعہ پر قاضی صاحب عفوتقصیر کے لئے آگے بڑھے اور میں تو بلاخوف تردید کہوں گا کہ قاضی صاحب کی دیرینہ خدمات اور اخلاص ہی اس وقت آڑے آیا اور حضرت اقدس نے تقصیر معاف کردی۔لنگر خانہ کے کام کو اُنہوں نے نہایت دیانت، امانت، استقلال اور برداشت سے کیا۔آپ ایک پرانے زمانہ سے افیون اور حقہ کے عادی تھے، موت سے پہلے قادیان ہی میں انہوں نے ان دونوں چیزوں کو ترک کردیا اور ایسی جواں مردی سے مقابلہ کیا کہ پھر ان کی طرف توجہ نہ کی۔آپ ہمیشہ ایک آسودہ حال اور فارغ البال بزرگ تھے، دل بڑا وسیع اور حوصلہ مند تھا۔آپ نے اپنی نرینہ نسل میں صرف ایک پوتا اپنی یادگار چھوڑا ہے۔

حضرت غلام حسین صاحب لدھیانوی فرماتے ہیں کہ حضرت قاضی صاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ قادیان میں حضرت مولوی صاحب (خلیفۃ المسیح اول) کے بعد حضرت میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کا وجود ہے جو اپنے شباب کے وقت میں اس قدر خدا کی یاد میں رہتے ہیں کہ کسی مجلس میں سوائے خطبہ جمعہ کے وقت شاذ ہی نظر آتے ہیں اور خطبہ جمعہ میں جو تقریر فرماتے ہیں اس میں حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت تازہ ہوجاتی ہے۔خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی صدرالدین وغیرہ بڑے لیکچرار ہیں مگر اللہ والی باتیں صرف میاں صاحب میں ہی ہیں۔

آپ کی والدہ محترمہ حضرت رسول بی بی صاحبہ بفضل اللہ تعالیٰ سلسلہ احمدیہ میں داخل تھیں۔حضورؑ نے ’’حقیقۃ الوحی‘‘ میں اپنے ایک نشان کے پورا ہونے کے مصدقین میں آپ کی والدہ کا ذکر یوں فرمایا ہے: ساتواں نشان۔ 28 فروری 1907ء کو یہ الہام ہوا سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی خوش آمدی نیک آمدی ......سخت زلزلہ والی پیشگوئی مورخہ 28/فروری 1907ء کے قبل از وقت سننے کے گواہ‘‘ ...... والدہ خواجہ علی ......‘‘۔آپ کی والدہ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھیں۔انہوں نے 1944ء میں وفات پائی۔

1897ء میں احمدیت قبول کرنے والوں میں حضرت قاضی صاحبؓ کے بچوں (29۔احمد حسن پسر، 30۔ودود دختر، 31۔قاضی علی لدھیانوی) کا ذکر بھی موجود ہے۔آپؓ کی ایک بیٹی کی شادی حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب گوڑیانی یکے از 313 (وفات 9جون 1921ء۔قادیان) کے ساتھ ہوئی۔

.......۞.......۞.......۞.......

مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 15/مارچ 2008ء میں مکرم قریشی محمد کریم صاحب نے اپنے بھائی مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش قادیان کا ذکرخیر کیا ہے جو 27/مئی 2006ء کو وفات پاگئے اور بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ درویشان میں سپردخاک کئے گئے۔

مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب یکم اکتوبر 1925ء کو حضرت میاں اللہ رکھا صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے جن کا نام منارۃ المسیح کے چند دہندگان میں 108 نمبر پر درج ہے۔آپؓ بالکل اَن پڑھ تھے لیکن سادہ قرآن مجید اور نماز جانتے تھے اور تمام عمر اس کے پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔ بڑے بھائی کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد ہماری بڑی والدہ وفات پاگئیں۔ اور ہمارے والد صاحب بسلسلہ ملازمت ڈاکخانہ اکال گڑھ (علی پور چٹھ) ضلع گوجرانوالہ میں مقیم ہوگئے۔ 1935ء میں والد صاحب نے عقد ثانی کیا اور 1965ء میں آپؓ کی وفات علی پور چٹھ میں ہی ہوئی۔

ہماری والدہ صاحبہ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی وفات 13فروری 1985ء کو ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئیں۔ آپ نے بھی ساری عمر بچوں کو قرآن پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔آپ ہمارے بھائی مکرم محمد شفیع عابد صاحب کے ساتھ بہت پیار کرتی تھیں کیونکہ وہ واقف زندگی تھے اور پردیس میں تھے۔

جولائی 1945ء میں مکرم شفیع عابد صاحب کی شادی ہوئی اور تین ماہ بعد آپ قادیان منتقل ہوگئے اور بطور نائب محرر صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ملازمت اختیار کرلی۔مئی 1947ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر دیہاتی مربیان کلاس میں داخلہ لے لیا۔اس

رسالہ ’’النساء‘‘ کینیڈا اپریل تا جون 2008ء میں محترمہ خدیجہ سلطانہ صاحبہ کی ایک نظم بعنوان شامل اشاعت ہے۔اس نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

اے خلیفۃ المسیح
تجھ پہ قرباں ہم سبھی
تو امامِ حق نوا
تو نویدِ زندگی
تو جریُ اللہ کا نور
تو ضیاءِ احمدی
اے خلیفۃ المسیح
تجھ پہ قرباں ہم سبھی
اے جمیل و بے نظیر
اے محبت کے سفیر
عاشقِ احمد تمام
ہوگئے تیرے اسیر
تیرا جو پیرو ہوا
پا گیا اعلیٰ نصیب
اے خلیفۃ المسیح
تجھ پہ قرباں ہم سبھی

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 27/مارچ 2008ء میں مکرم ملک منیر احمد ریحان صابر صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

حسرت و یاس میں گل کھلیں گے کبھی
اپنے پیاروں سے ہم بھی ملیں گے کبھی
اے عزیزانِ من تم دعائیں کرو
اب خدا جلد لائے بہاروں کے دن

بام و در کھول کر چشمِ پُرنم لئے
کتنے بازو کھلے حسرتِ غم لئے
شہر خاموش میں اب جئیں نہ مریں
یوں گزرتے ہیں صابر ہزاروں کے دن
اب خدا جانے ربوہ میں کب آئیں گے
وہ بہاروں کے دن یہ نظاروں کے دن

دوران ملک تقسیم ہوگیا تو آپ نے خود کو حفاظت مرکز کے لئے پیش کردیا۔ پھر بطور درویش قادیان میں رہائش کی توفیق ملی۔ 1950ء میں کورس مکمل کرنے پر آپ کو میدان عمل میں بھجوا دیا گیا اور جنوری 1952ء سے قادیان میں مختلف دفاتر میں خدمت کرنے کا موقعہ ملتا رہا۔ اکتوبر 1952ء میں آپ کی اہلیہ پاکستان آگئیں۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں چھوڑیں۔ ایک بیٹے مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب تقریباً 23 سال مدرسہ احمدیہ میں استاد رہے، ایڈیٹر رسالہ مشکوۃ رہے اور بطور نائب ایڈیٹر بدر عرصہ دراز سے خدمت کر رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے مکرم قریشی محمد رحمت اللہ صاحب بھی جماعتی کارکن ہیں۔ بیٹیوں کی شادیاں بھی سلسلہ کی خدمت کرنے والوں کے ساتھ کیں۔

محترم شفیع عابد صاحب سلسلہ کی بے حد اطاعت کے ساتھ خدمت کرنے والے تھے۔ اَن تھک محنت کرتے اور محنت سے کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے۔ چنانچہ تعلیم کم ہونے کے باوجود مختلف ذمہ داریوں پر کام کرنے کے بعد قریباً دس سال تک بطور نائب ناظر اعلیٰ خدمت سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ اسی جذبہ خدمت کی وجہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد وقف بعد از ریٹائرمنٹ کے لئے بھی درخواست دی جو منظور ہوئی اور بطور نائب محاسب خدمت کا موقعہ ملتا رہا۔

خلفاء سے بے حد محبت تھی۔ دوسروں کی ہمدردی، سلسلہ احمدیہ سے وفا، اخلاص اور شکر گزاری آپ کا نمایاں وصف تھا۔ ہمیشہ توکل، صبر وشکر کا نمونہ دکھایا اور اس کی تلقین کرتے رہے۔ دفتر کے اوقات کے علاوہ بھی بہت سا وقت دفتری کاموں میں دیتے تھے اور اپنے مفوضہ کاموں کو زائد وقت لگا کر بھی مکمل کرتے۔ آپ کی طبیعت میں مزاح بھی تھا۔ ہر ایک سے پیار محبت سے پیش آتے۔

آپ نے 1961ء میں 1/8 حصہ کی وصیت کی تھی۔

جماعت احمدیہ امریکہ کی مالی قربانیاں

ماہنامہ ''النور'' امریکہ جولائی و اگست 2008ء میں مکرم مبارک احمد ملک صاحب سابق نیشنل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ امریکہ کے قلم سے خلافت احمدیہ کی ہر مالی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے کی جانے والی جماعت احمدیہ امریکہ کی عظیم الشان مالی قربانیوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

31/مارچ 1901ء کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ایک انگریزی رسالہ کے اجراء کا اعلان فرمایا اور اس کیلئے چندہ کی فراہمی اور نظم ونسق کو چلانے کے لئے ''انجمن اشاعتِ اسلام'' کی بنیاد رکھی گئی جس کے سرپرست حضرت اقدسؑ اور پریذیڈنٹ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ قرار پائے۔ دوسرے روز یعنی یکم اپریل 1901 کو جب اس انجمن کا اجلاس ہوا تو رسالہ کا نام ''ریویو آف ریلیجنز'' تجویز ہوا۔ رسالہ مذکورہ کو کامیابی کے ساتھ چلانے کیلئے انجمن کا ابتدائی سرمایہ دس ہزار روپے قرار پایا۔ جس کی فراہمی کیلئے ہزار حصے مقرر کئے گئے۔ اور ہر حصہ دس روپے کا تجویز ہوا۔ انجمن کی بنیاد کے دو ہفتہ کے اندر اندر اس کے 775 حصص فروخت ہوگئے۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ نے ایک سو ساٹھ حصص خریدے جو سب سے زیادہ تھے۔

بعد ازاں حضرت مسیح موعودؑ نے ستمبر 1903ء کے اشتہار میں فرمایا: ''اگر اس رسالہ کی رعایت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کا پیدا ہوجائے تو رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں''۔

حضرت مسیح موعودؑ کی اس خواہش کی روشنی میں حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے اکتوبر 1998ء میں جماعت امریکہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں ریویو کی دس ہزار کی اشاعت کے تمام اخراجات برداشت کرنے کی درخواست کی جسے حضورؒ نے بخوشی قبول فرمایا۔ تب سے جماعت امریکہ اپنی یہ ذمہ داری سالانہ ایک لاکھ ڈالر مہیا کر کے بہ اَحسن پورا کررہی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے خطبہ جمعہ 20/جنوری 1956ء میں فرمایا:

''امریکہ کے انچارج مبلغ خلیل احمد ناصر صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ہماری جماعت کا چندہ چالیس ہزار ڈالر سالانہ تک پہنچ گیا ہے۔ یہ رقم بہت بڑی ہے لیکن ہم اسے کچھ بھی نہیں سمجھتے بلکہ ہم تو اُمید رکھتے ہیں کہ وہاں کے مبلغ ہمیں یہ اطلاع دیں گے کہ امریکہ کی جماعت کا چندہ چالیس ہزار ڈالر سالانہ نہیں بلکہ چالیس کھرب ڈالر سالانہ ہے۔...... اس وقت ہم سمجھیں گے کہ امریکہ آج اسلام کے قریب ہوا ہے۔ جب امریکہ اپنا کلیجہ نکال کر محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کردے گا۔ تب ہم سمجھیں گے کہ امریکہ آج اسلام لایا ہے۔ تھوڑے بہت روپے کو ہم کچھ نہیں سمجھتے۔ یہ روپیہ کیا ہے امریکہ کے لحاظ سے تو یہ اس کے ہاتھ کی میل ہے۔''

خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ امریکہ نے نظام خلافت کے فیوض کے طفیل مالی قربانیوں میں حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا اشاعتِ اسلام کے لئے جماعتِ امریکہ کا کھربوں ڈالر چندہ اکٹھا کرنے کا منشاء حقیقت بنتا ہوا نظر آرہا ہے۔ 1955 میں جماعت امریکہ کا چندہ 20,676 ڈالر تھا اور مالی سال 2007-2008ء کا بجٹ 13,328, 833 ڈالر ہے۔

1976ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے دورۂ امریکہ کے دوران متعدد کمیونٹی سنٹرز بنانے کی ضرورت، قرآن کریم کی نشر و اشاعت اور اپنا پرنٹنگ پریس ہونے کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا اور اپنی اس خواہش کا اظہار اپنے خطبہ جمعہ مورخہ 22/اکتوبر 1976ء میں فرمایا۔ یہ عظیم الشان منصوبہ خلافتِ رابعہ میں شرمندہ تعبیر ہونا شروع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورِ خلافت کی پہلی مالی قربانی کی تحریک جس کا حضورؒ نے اعلان کیا وہ امریکہ میں پانچ مساجد اور مشن ہاؤس تعمیر کرنے کی تحریک تھی۔ حضورؒ نے واشنگٹن، نیویارک، شکاگو، لاس اینجلس اور ڈیٹرائٹ میں مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کیلئے پچیس لاکھ ڈالر اکٹھا کرنے کی تحریک کی۔ امریکہ کے احمدیوں نے اس سے کئی گنا زیادہ اس تحریک میں چندہ دیا۔ چنانچہ لاس اینجلس (کیلی فورنیا) میں مسجد بیت الحمید کی تعمیر ہوئی۔ کوئینز نیویارک میں ایک مرکز بیت الظفر خریدا گیا۔ مسجد بیت الرحمٰن اور نیشنل ہیڈکوارٹر سلور سپرنگ (میری لینڈ) میں تعمیر کئے گئے۔ مسجد بیت الجامع گلین ایلن Illinois میں تعمیر کی گئی۔ ایک مسجد ڈیٹرائیٹ (مشی گن) میں زیرِ تعمیر ہے۔ اس کے بعد مختلف جماعتوں میں کئی مساجد اور مشن ہاؤسز تعمیر کئے گئے یا خریدے گئے۔ اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ میں 11 مساجد 32 مراکز قائم ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے عہدِ امارت (1989-2002) میں شعبۂ مال میں انقلاب انگیز تبدیلی عمل میں آئی۔ آپ نے 1991ء میں جماعت امریکہ کو تمام دنیا کی احمدیہ جماعتوں میں ایک نمایاں مقام پر لانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر مجلس شوریٰ نے چندہ وقفِ جدید میں تمام دنیا میں اول آنے کے عزم کا اظہار کیا۔ اور اس چیلنج کو 2 سالوں میں سچا کر دکھایا۔ 1990 میں جماعت امریکہ کی چندہ وقفِ جدید کی وصولی صرف 28,300 ڈالر تھی۔ جو 1991ء میں 40,202/ڈالر اور 1992ء میں 87,143/ڈالر ہوگئی اور جماعت احمدیہ امریکہ نے وقف جدید میں پہلا مقام حاصل کرلیا۔ چنانچہ حضورؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جولائی 1992 میں مالی سال کے اختتام کے حوالہ سے فرمایا: ''امریکہ دوسرے نمبر پر ہے اور بہت سرعت کے ساتھ ترقی کررہا ہے۔ امریکن جماعت اپنے مالی نظام کو مضبوط بنا رہی ہے۔ اور حالانکہ وہ جرمنی سے ابھی بہت پیچھے ہیں۔ لیکن وہ اُن کیلئے چیلنج بن سکتے ہیں۔ امریکہ کی وصولی 501,930 پونڈ ہے۔ انسان اس حیرت انگیز تبدیلی پر جو امریکہ میں ہوئی ہے حیران رہ جاتا ہے۔ چودہ پندرہ سال پہلے جماعت امریکہ دوسرے ممالک سے امداد پر دارومدار کرتی تھی۔ خداتعالیٰ کے فضل سے آج امریکن جماعت اس پوزیشن میں ہے کہ وہ دنیا کی دوسری جماعتوں کی مالی امداد کرسکے جن کے مالی وسائل کم ہیں۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے نمائندگان مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ امریکہ سے اُن کے افتتاحی اجلاس مورخہ 3 مئی 1996ء کو بذریعہ MTA خطاب فرمایا اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی امارت کے تحت جماعت امریکہ کی مالی قربانیوں کا نہایت شفقت سے تذکرہ کیا۔ حضورؒ کے عزت افزاء تبصرہ کے بعد حضرت میاں صاحب نے تحریکِ جدید اور وقف جدید کے نیشنل سیکرٹریان سے ملاقات کی اور ان ہر دو تحریکات کے بجٹ بڑھا دیئے۔ تحریک جدید کا وعدہ 290,000 ڈالر سے بڑھا کر 395,000 ڈالر اور وقف جدید کا وعدہ 288,000 سے بڑھا کر 390,000 ڈالر کر دیا گیا۔ نیشنل سیکرٹری وقفِ جدید ڈاکٹر وسیم احمد سید صاحب کی اس مہم میں کامیابی کیلئے انفرادی وعدہ جات کو بڑھانے کی سعی کے دوران پانچ احمدی ڈاکٹروں نے پچیس ہزار ڈالر زفی کس ادائیگی کا وعدہ کیا۔...... 1996-1997ء کا مالی سال جماعت امریکہ کیلئے ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جماعت امریکہ کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہمارے چندہ جات کی وصولی پچاس لاکھ ڈالر سے تجاوز کرگئی۔

مالی سال 1987-88 میں ہمارے چندہ جات کی کل وصولی دس لاکھ ڈالر سے تھوڑی زیادہ تھی۔ بیس سال کے عرصہ میں خداتعالیٰ کے فضل سے یہ وصولی ایک کروڑ ڈالر سے بھی تجاوز کرچکی ہے۔ چندہ دہندگان کی تعداد میں بھی خداتعالیٰ کے فضل سے بہت اضافہ ہوا ہے۔ مالی سال 1989-90 میں چندہ دہندگان کی تعداد 1,081 تھی جو 3,594 تک جا پہنچی ہے۔ مالی سال 2005-06ء کا اختتام جماعت احمدیہ امریکہ کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل تھا جس میں تمام چندہ جات کی وصولی ایک کروڑ تراسی لاکھ ڈالر سے تجاوز کرگئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خواہش تھی کہ ربوہ میں دل کی بیماریوں کے علاج کا ایک بین الاقوامی معیار کا سنٹر قائم کیا جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضورؒ کی اس خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک تحریک کا اجراء کیا جس کا نام طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ رکھا گیا اور اس کے لئے جماعت امریکہ کو 3 ماہ کے مختصر عرصہ میں 3ء5 ملین ڈالر اکٹھا کرنے کی تحریک کی جس پر امریکی جماعت نے والہانہ طور پر لبیک کہا اور یہ رقم مقررہ مدّت میں پیش کردی تو حضور انور نے جلسہ برطانیہ 2006ء کے موقع پر اِس قربانی کا ذکر کیا۔ پھر مارچ 2007ء کے آخر تک یہ وصولی 4ء5 ملین ڈالر سے اوپر چلی گئی۔

1991-92ء میں جماعت امریکہ کی چندہ تحریک جدید کی وصولی 170,102 ڈالر تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ وصولی 2005-06ء میں بڑھ کر 1,287,000 ڈالر تک جا پہنچی۔ پندرہ سال پہلے تحریک جدید کی سکیم میں حصہ لینے والوں کی تعداد 1,721 تھی جو بڑھ کر اب 7,600 تک جا پہنچی ہے۔ وقفِ جدید سکیم ہماری وصولی 1990ء کے 28,300 ڈالر سے بڑھ کر 2006ء میں 1,052,692 ڈالر تک جا پہنچی ہے۔ 1991ء میں اس چندہ میں حصہ لینے والوں کی تعداد 1,519 تھی۔ جب کہ اب یہ تعداد 6,530 ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23 فروری 2008ء میں مکرم اسحٰق ظفر صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ہم وہ نہیں کہ جن سے زمینیں وفا کریں
ہم وہ ہیں جو کہ فضل پہ ذکرِ خدا کریں
ہم وہ نہیں خدا پہ جو رکھتے نہیں یقین
ہم وہ ہیں جو کہ جان بھی اس پہ فدا کریں
ہم وہ نہیں جو عُسر پہ ہر عہد توڑ دیں
ہم وہ ہیں جو کہ صبر سے ہر التجا کریں
ہم وہ نہیں خدا سے کریں جو شکایتیں
ہم وہ ہیں جو خدا کی رضا پہ رضا کریں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22 فروری 2008ء میں مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

تُو اور تیری ارض و سمٰوت پر نظر
میں اور اپنی ذات کی وسعت سے بے خبر
تُو اور تیرے تابعِ فرمان جزو و کُل
میں اور یہ احاطۂ تقدیرِ خیر و شر
سارے جہاں کو مطلع انوار کر گئی
کُنجِ حرا کی رات سے پھوٹی تھی اک سحر
یہ اَور بات ہے کہ وہ دل لے گیا مرا
وہ اک شخص تھا مگر خوبوں میں خوب تر
پیشِ نظر ہے عالم بالا کی اِک اڑان
ناہید کر تو لیں ذرا تزئین بال و پر

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
9th April 2010 – 15th April 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 9th April 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:40 Insight & Science and Medicine Review
01:15 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th March 1997.
02:25 MTA World News & Khabarnama
03:05 Historic Facts: part 20.
03:50 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses. Recorded on 4th August 1994.
05:10 Jalsa Salana Canada 2008: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 28th June 2008 from the ladies Jalsa Gah.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:15 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 11th January 2009.
08:20 Le Francais C'est Facile: lesson no. 90.
08:45 Siraiki Service
09:40 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at, rec. on 26th January 1994.
10:10 Indonesian Service
11:10 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
12:00 Live Friday sermon
13:10 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News
14:15 Bengali Service
15:25 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw) [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15 Friday Sermon [R]
17:25 Majlis Ansarullah UK Ijtema: address delivered by Huzoor on 5th November 2006.
18:05 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Insight & Science and Medicine Review
21:05 Friday Sermon [R]
22:15 MTA Variety: Washington D.C.
23:20 Reply to Allegations [R]

Saturday 10th April 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:40 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 6th March 1997.
02:45 MTA World News & Khabarnama
03:20 Friday Sermon: recorded on 9th April 2010.
04:25 Rah-e-Huda: interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community. Recorded on 20th February 2010.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Jalsa Salana Canada 2008: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad.
07:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 17th February 1984.
08:55 Friday Sermon [R]
10:00 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25 Yassarnal Qur'an: lesson no. 17.
12:50 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
13:50 Bangla Shomprochar
14:55 Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Huzoor, recorded on 17th January 2009.
16:00 Khabarnama
16:15 Live Rah-e-Huda: interactive talk show answering questions in relation to the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
17:45 Yassarnal Qur'an [R]
18:10 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 International Jama'at News
21:00 Bustan-e-Waqf-e-Nau class [R]
22:05 Rah-e-Huda [R]
23:35 Friday Sermon [R]

Sunday 11th April 2010

00:50 MTA World News & Khabarnama
01:20 Yassarnal Qur'an: lesson no. 17.
01:40 Tilawat
01:50 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th March 1997.
02:55 MTA World News & Khabarnama
03:25 Friday Sermon: recorded on 9th April 2010.
04:25 Faith Matters
05:25 Ken Harris Oil Painting
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Children's class with Huzoor, recorded on 18th January 2009.
07:30 Faith Matters
08:35 MTA Variety: Canadian winter activities.
09:05 Jalsa Salana Qadian 2008: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 25th July 2008.
10:10 Indonesian Service
11:10 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 8th February 2008.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Qur'an
12:50 Bangla Shomprochar
13:55 Friday Sermon: recorded on 9th April 2010.
15:00 Children's class [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:20 MTA Variety [R]
16:50 Faith Matters [R]
17:50 Yassarnal Qur'an [R]
18:10 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 MTA Variety [R]
21:05 Children's class [R]
22:15 Friday Sermon: recorded on 9th April 2010. [R]
23:20 Success Stories

Monday 12th April 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:40 Yassarnal Qur'an
01:05 International Jama'at News
01:35 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 12th March 1997.
02:40 MTA Variety: Canadian winter activities.
03:05 MTA World News & Khabarnama
03:40 Friday Sermon: recorded on 9th April 2010.
04:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 14th January 1996. Part 1.
05:30 Success Stories
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 24th January 2009.
08:15 Seerat-un-Nabi (saw)
09:05 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th September 1997.
10:15 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, recorded on 05/02/2010.
11:15 MTA Variety: a discussion about Hinduism.
12:00 Tilawat & International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: recorded on 3rd April 2009.
15:05 MTA Variety [R]
16:00 Khabarnama
17:30 Le Francais C'est Facile
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th March 1997.
20:35 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class [R]
22:15 MTA Variety [R]
23:05 Friday Sermon [R]

Tuesday 13th April 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
01:45 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 13th March 1997.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:35 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th September 1997.
04:55 Jalsa Salana UK 2008: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 26th July 2008 from the ladies Jalsa Gah.
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 25th January 2009.
08:15 Question and Answer Session: recorded on 3rd March 1996. Part 1.
09:15 Baitul Futuh - House of Victories
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 3rd July 2009.
12:00 Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
12:45 Yassarnal Qur'an: lesson no. 19.
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor.
15:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class [R]
15:50 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:10 Question and Answer Session [R]
17:05 Yassarnal Qur'an [R]
17:25 Historic Facts
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 9th April 2010.
20:35 Insight & Science and Medicine Review
21:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class [R]
22:10 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.

Wednesday 14th April 2010

00:10 MTA World News & Khabarnama
00:45 Tilawat
01:00 Yassarnal Qur'an: lesson no. 19.
01:15 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th March 1997.
02:25 Learning Arabic: lesson no. 26.
02:55 MTA World News & Khabarnama
03:30 Question and Answer Session: recorded on 3rd March 1996. Part 1.
04:25 Baitul Futuh - House of Victories
05:05 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Ken Harris' Oil Painting
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 25th January 2009.
08:10 Tarbiyyati Class
08:50 Question and Answer Session: recorded on 3rd March 1996.
10:00 Indonesian Service
11:05 Swahili Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:20 Yassarnal Qur'an
12:40 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) on 6th April 1984.
13:15 Bangla Shomprochar
14:15 Jalsa Salana UK 2008: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 27th July 2008.
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
16:15 Khabarnama
16:25 Ken Harris Oil Painting [R]
16:45 Yassarnal Qur'an [R]
17:05 Question and Answer Session [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 19th March 1997.
20:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
22:00 Jalsa Salana UK 2008 [R]
23:15 From the Archives [R]

Thursday 15th April 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Yassarnal Qur'an
01:20 Tarbiyyati class: Khuddam, Pakistan.
01:45 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 1st March 1997.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:40 From the Archives: rec. on 6th April 1984.
04:25 Ken Harris Oil Painting
04:55 Jalsa Salana UK 2008: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 27th July 2008.
06:00 Tilawat
06:30 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 1st February 2009.
07:30 Dars-e-Malfoozat
08:05 Faith Matters
09:15 English Mulaqat: with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 14th April 1996.
10:25 Indonesian Service
11:30 Pushto Muzakrah
12:15 Tilawat
12:35 Yassarnal Qur'an: lesson no. 21.
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 9th April 2010.
14:00 Jalsa Salana Germany 2008: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 23rd August 2008 from the ladies Jalsa Gah.
15:00 Tarjamatul Qur'an Class
16:00 Khabarnama
16:20 Yassarnal Qur'an [R]
16:40 English Mulaqat [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:35 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 17 Friday 02 April, 2010 Issue No. 14

مسجد بیت الحمید (لاس اینجلس، امریکہ) کی توسیع، ازسرِ نوتعمیر اور افتتاحی تقریب

مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات

(رپورٹ: شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ لاس اینجلس امریکا)

امریکہ کے مغربی ساحل پر خداتعالیٰ کے فضل سے ہماری بہت ساری فعال اور منظّم ومضبوط جماعتیں قائم ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں میں جماعت احمدیہ امریکا نے مغربی ساحل کے علاقوں میں کئی مساجد کی تعمیر اور نماز سینٹرز قائم کرنے کی سعادت بھی حاصل کی ہے۔

خداتعالیٰ کے فضل سے 1987 میں حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسجد بیت الحمید کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ اس وقت اس علاقہ میں احمدیت کی شدید مخالفت تھی۔ لوگوں نے ہر قیمت پر اس مسجد کی تعمیر کو روکنے کی کوشش کی۔ ادھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت تھی کہ جب تک اس علاقہ کی کونسل متفقہ طور پر اس کی تعمیر کی اجازت نہ دے ہم مسجد تعمیر نہیں کریں گے۔ علاقہ کی کاونٹی کے میئر نے کہا تھا کہ یہ مسجد ہماری لاشوں سے گزر کر ہی بنے گی۔ ان حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بار بار دعا کے لئے لکھا گیا۔ احباب جماعت نے بھی دردِ دل سے دعائیں کیں اور وہ پہلا مرحلہ طے ہوا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کونسل نے متفقہ طور پر ہمیں اس کے بنانے کی اجازت دے دی۔ جب سنگِ بنیاد رکھا گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے غیر مسلموں سے اور ان کے بچوں اور بزرگوں سے بھی بنیاد میں اینٹیں رکھوائیں۔ بیت الحمید کے بارہ میں ایک اور ضروری بات یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے فوراً بعد ہی امریکہ جماعت کو بڑے بڑے شہروں میں پانچ مراکز بنانے یا خریدنے کی تحریک فرمائی۔ جن شہروں میں یہ مراکز بننے تھے ان میں واشنگٹن، نیویارک، شکاگو، ڈیٹرائیٹ، اور لاس اینجلس تھے۔ مسجد بیت الحمید لاس اینجلس کے شہر چینو میں تعمیر ہوئی۔

1987ء میں جب اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جانا تھا تب مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب امریکہ کے امیر مشنری انچارج تھے اور مکرم چوہدری منیر احمد صاحب یہاں پر مبلغ سلسلہ تھے جن کی ان تھک محنت، کوشش اور احباب جماعت کی مالی قربانیوں اور دعاؤں سے یہ عظیم الشان مسجد تعمیر ہوئی۔

اس مسجد کی تعمیر کی تکمیل پر 1989ء میں اس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا۔

1989ء سے لے کر یعنی اس کے افتتاح سے لے کر 2003ء کے اپریل تک اس خانہ خدا سے پانچ وقت اذان اور اللہ اکبر کی آواز گونجتی رہی اور اپنے پرائے سبھی یہاں حاضر ہوکر پانچ وقت خدائے واحد کی عبادت کرتے تھے۔ مکرم مولانا انعام الحق کوثر صاحب نے یہاں پر 14 سال تک جماعتی خدمات سر انجام دیں اور تبلیغ اور تربیت کے نظام کو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا۔

اپریل 2003 کا مَیں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ وہ دن احمدیت کی تاریخ میں ایک افسردہ اور دل ہلا دینے والا دن تھا جب ساری جماعت مسجد بیت الحمید میں اکٹھی ہوکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کی خبر سن رہی تھی اور MTA کے ذریعہ حالات دیکھے اور سنے جا رہے تھے کہ اچانک پتہ چلا کہ مسجد کے کچن سے دھواں اٹھ رہا ہے۔ آناً فاناً آگ بڑھک اٹھی اور مسجد کے سامنے کا وہ سارا حصہ جس میں دفاتر، وضو کی جگہ، کچن، لائبریری، سٹور وغیرہ تھا سب جل کر راکھ ہوگئے۔ اور وقتی طور پر مسجد بند ہوگئی۔

جماعت کے دوستوں پر دوہرا صدمہ آن پڑا۔ ایک حضور رحمہ اللہ کی وفات کا صدمہ اور دوسرے مسجد کے اس حصہ کے جل جانے کا صدمہ۔ جماعت نے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمت دکھائی۔ حوصلہ دکھایا، صبر کیا اور اپنے عزم کا اظہار کیا۔ ادھر یہ خوشکُن اور مسرور کن خبر سن لی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چاند کے بدلہ دوسرا چاند عطا فرمایا کہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ خلیفۃ المسیح بن گئے ہیں۔ اور اس سے پھر جماعت کے اندر ایک نیا ولولہ اور جوش، ہمت اور عزم پیدا ہوگیا۔

یہاں پر ایک حیرت انگیز اور ایمان افروز واقعہ جسے خاکسار کے سامنے بار بار پرانے اور نئے احمدیوں نے بیان کیا لکھنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ واقعہ یہ ہے کہ جب مسجد کے اس حصہ کو آگ لگی تو سب چیزیں جل کر راکھ ہوگئیں مگر ایک چیز جو وہاں موجود تھی وہ نہیں جلی بلکہ آگ نے اسے کچھ بھی نقصان نہ پہنچایا۔ اور وہ تھی حضرت مسیح موعودؑ کی قد آور تصویر۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ”آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے“۔ بلکہ ایک موقعہ پر تو آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ لوگ ہمیں آگ میں ڈال کر دیکھ لیں۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ کے لئے اللہ نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا اسی طرح آگ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ بعینہٖ یہ بات آپ کی تصویر پر پوری اتری اور آگ نے آپ کی تصویر تک کو بھی نقصان نہ پہنچایا۔

20 جولائی 2004ء کو یہاں خاکسار کی بطور مبلغ تقرری ہوئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد کے نقشہ جات بننے پر بھی بڑی تندہی سے کام ہو رہا تھا۔ جب سارے مراحل طے ہوگئے تو 2007ء کے رمضان المبارک کے اختتام پر اور عیدالفطر کے اگلے روز اس کی ازسرِ نو تعمیر کا کام شروع ہوا۔

مسجد کی تعمیر کے لئے مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات

تعمیر کے سلسلہ میں چونکہ فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے اس سلسلہ میں بھی کچھ ایمان افروز تذکرے اور احباب کے مالی قربانیوں کے واقعات کا ذکر کرنا بہت مناسب ہوگا۔

یہ پراجیکٹ قریباً ساڑھے چار ملین ڈالر کا تھا۔ مقامی جماعت نے جس میں لاس اینجلس ایسٹ، لاس اینجلس ویسٹ، انلینڈ ایمپائیر، اور سینڈی ایگو جماعت نے دل کھول کر مالی قربانی میں حصہ لیا۔ مگر ابھی بھی پوری رقم موصل نہ ہوئی تھی۔ مکرم امیر صاحب جماعت امریکہ کی رہنمائی میں اس سلسلہ میں خصوصی کوشش کی گئی۔

❁ ...... یوم مصلح موعود کے موقعہ پر خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حوالہ جات جماعت کے سامنے پیش کئے جن میں مالی قربانی کی تحریک تھی۔ چنانچہ اس ایک دن میں ایک لاکھ بیس ہزار ڈالر سے زائد کے وعدہ جات اور وصولی بھی ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نے اس موقعہ پر اعلان کیا کہ جماعت اس وقت جتنا چندہ اکٹھا کرے گی اور مالی قربانی پیش کرے گی۔ اتنا ہی مَیں خود اپنی ذاتی جیب سے ادا کروں گا۔ اسی طرح ایک اور دوست مکرم کریم احمد صاحب نے بھی اعلان کیا کہ جتنا چندہ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب ادا کریں گے اس سے ایک ڈالر زائد دے کر مَیں بھی ادائیگی کروں گا۔ چنانچہ اس طرح اس ایک دن میں خدا تعالیٰ فضل سے قریباً قریباً اڑھائی لاکھ ڈالر جمع ہوگیا اور فاستبقوا الخیرات کا نظارہ بھی جماعت نے دیکھا۔

❁ ...... خدام الاحمدیہ نے اس واقعہ کو دیکھ کر ایک باربی کیو کا انتظام کیا تا کہ مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ اکٹھا کیا جائے چنانچہ اس موقع پر گیارہ ہزار ڈالر اکٹھا ہوا۔ اس موقعہ پر ایک خادم عزیزم موعیذ مومن صاحب نے کہا کہ جتنا خدام چندہ دینگے اتنا ہی چندہ میں ادا کروں گا۔ پھر ایک اور خادم مکرم سیف الرحمان صاحب نے بھی اتنا ہی چندہ ادا کیا۔ گویا ایک دن میں خدام الاحمدیہ نے بھی قریباً 33 ہزار چندہ ادا کر دیا۔

لجنہ اماء اللہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ اور انہوں نے زیورات دے کر اور نقد ادائیگی کر کے اور وعدہ جات دے کر اور فنڈز اکٹھے کرنے کے لئے انہوں نے بھی باربی کیو وغیرہ کے ذریعہ رقوم اکٹھی کیں۔ اور ثابت کیا کہ وہ کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔

❁ ...... خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے چھوٹے بچے اطفال اور واقفین نو بچوں اور بچیوں نے بھی مسجد کی تعمیر میں دل کھول کر چندہ ادا کیا۔ ایک دفعہ واقفین نو بچوں کا مقامی اجتماع تھا۔ خاکسار نے اس موقعہ پر بچوں کو ترغیب دی کہ مسجد بن رہی ہے۔ آپ کے والدین تو مالی قربانی کر ہی رہے ہیں۔ آپ بھی کریں اور آپ کی جیبوں میں گھروں میں یا گلوں میں جو جو رقم جمع ہے اور آپ کی ہے وہ آپ ساری کی ساری مسجد کے چندہ میں دیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب بچوں نے مالی قربانی کا بے نظیر نمونہ پیش کیا کہ اس چھوٹے سے اجتماع میں شائد 20-25 سے زائد بچے نہ تھے 5 ہزار سے زائد ڈالر جمع ہوگئے۔

پھر اس کے بعد ہر اتوار کو جب سنڈے کلاس ہوتی تو بچے اپنے اپنے گھروں سے اپنی اپنی رقوم لاتے اور خاکسار کو ڈھونڈتے کہ مربی صاحب کہاں ہیں انہیں مسجد کے لئے چندہ دینا ہے۔

ایک دفعہ نماز عشاء کے بعد خاکسار نے ایک بچے سے کہا کہ تمہاری طرف سے ابھی چندہ نہیں آیا غالباً تم گزشتہ اتوار کلاس میں نہ آئے تھے۔ اس لئے تمہیں تحریک کا پتہ نہیں اور ساتھ ہی مَیں نے پوچھ لیا کہ تمہارے پاس گھر میں کتنے پیسے جمع ہیں۔ کہنے لگا کہ 60 ڈالر ہیں۔ مَیں نے کہا اچھا 50 ڈالر چندہ ادا کر دو اور 10 ڈالر اپنے لئے رکھ لو۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ صبح جب وہ بچہ نماز فجر پر آیا تو 80 ڈالر لے آیا۔ مَیں نے پوچھا یہ کیا؟ تم نے تو رات بتایا تھا کہ تمہارے پاس 60 ڈالر ہیں۔ کہنے لگا کہ جب مَیں گھر آیا تو مجھے یاد آیا کہ میرے 20 ڈالر میری امی کے پاس بھی پڑے ہیں اس لئے 60 ڈالر وہ اور 20 مزید 80 ڈالر میں مسجد کے لئے چندہ دیتا ہوں۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ یہ بچہ اور اس کے والدین مالی لحاظ سے کافی کمزور ہیں۔ بچوں کی اس مالی قربانی کا یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک جاری ہے۔

❁ ...... ایک دفعہ خاکسار ایک فیملی کو ملنے اُن کے گھر گیا۔ وہاں پر نماز عصر کا وقت آ گیا۔ نماز سے فارغ ہوکر خاکسار نے سب سے کہا کہ بیٹھے رہیں مَیں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ وہاں پر ایک طفل، دو خدام، ایک انصار اور ایک خاتون تھیں اور دو ہم میاں بیوی تھے۔ مَیں نے دو خدام اور ایک طفل سے کہا کہ مجھے ایسے لگتا ہے کہ آپ تینوں نے ابھی تک مسجد کے لئے رقم نہیں دی۔ کہنے لگے کہ سستی ہوگئی۔ چنانچہ وہ بچہ اپنے کمرہ میں گیا اور 4 ڈالر لا کر مجھے دیئے کہ میرے پاس یہی رقم ہے۔ مَیں نے جزاک اللہ کہا پھر خدام کی طرف متوجہ ہوا کہ ایک خادم نے 300 اور ایک نے 100 ڈالر ادا کئے۔ جب مَیں نے اُن کی والدہ سے کہا کہ اگرچہ مسجد آپ کے گھر سے کافی دور ہے اور ہفتہ میں کئی بار آنا مشکل ہے تاہم کوشش کر کے آپ بچوں کو مسجد میں لایا کریں۔ اور مَیں نے خوشی سے بتایا کہ آپ کے بچوں نے ماشاء اللہ مسجد کی تعمیر کے لئے اتنی اتنی رقم دی ہے۔ تو وہ اپنے خاوند سے کہنے لگیں کہ آپ نے کتنی رقم دی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ مَیں تو پہلے ہی ادا کر چکا ہوں ان کی اہلیہ نے کہا کہ نہیں امام صاحب ہمارے گھر آئے ہیں بچوں نے تو رقم دے دی ہے۔ آپ بھی فوراً ادا کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی اسی وقت مزید ایک ہزار ڈالر کا چیک دے دیا۔

❁ ...... محترم امیر صاحب کی اجازت سے ہم نے امریکہ کی قریباً 50 جماعتوں کا دورہ کیا۔ جماعتوں کو ایک خط محترم امیر صاحب کی طرف سے چلا گیا تھا تاہم وقت کا تعین نہیں ہوا تھا کہ کس جماعت میں کس دن جانا ہے۔ ہم نے کرائے پر گاڑی لی اور خدا کا نام لے کر سفر اختیار کیا۔ جانے سے قبل خاکسار نے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی ایک فیکس روانہ کر دی تا کہ حضور کی دعائیں بھی شامل ہو جائیں۔ اس دورہ کے دوران پیش آنے والے چند واقعات بھی لکھتا ہوں۔

❁ ...... ایک جماعت میں ہم نے صرف چند گھنٹے قبل بتایا کہ ہم پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے بڑے کھلے دل سے ہمیں کہا کہ ضرور تشریف لائیں۔ وہاں پانچ چھ فیملیز ہیں جو کہ کافی فاصلے پر رہتی ہیں۔ صدر جماعت نے اسی وقت سب فیملیز کو ہمارے آنے کی اطلاع دے دی۔ شام کو جب ہم اس جماعت میں پہنچے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے سارے لوگ ایک گھر میں جمع تھے سوائے ایک دوست کے جو کہ اس دن شہر سے باہر تھے۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد خاکسار نے مسجد بیت الحمید کی تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام حاضرین نے اپنی اپنی بساط سے بڑھ کر بلکہ چھوٹے چھوٹے بچوں نے بھی مالی جہاد میں حصہ لیا۔

❁ ...... ملواکی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ایفرو امریکن احمدیوں کی اچھی خاصی تعداد ہے وہاں پر جماعت کی ایک بہت بڑی بلڈنگ ہے جو کہ مسجد کے طور پر اور دیگر

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں